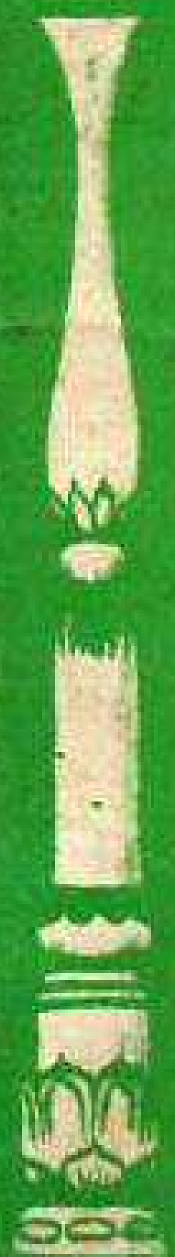
بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیضانِ نبوت

۱۳۹۹ ھ



فیضانِ نبوت

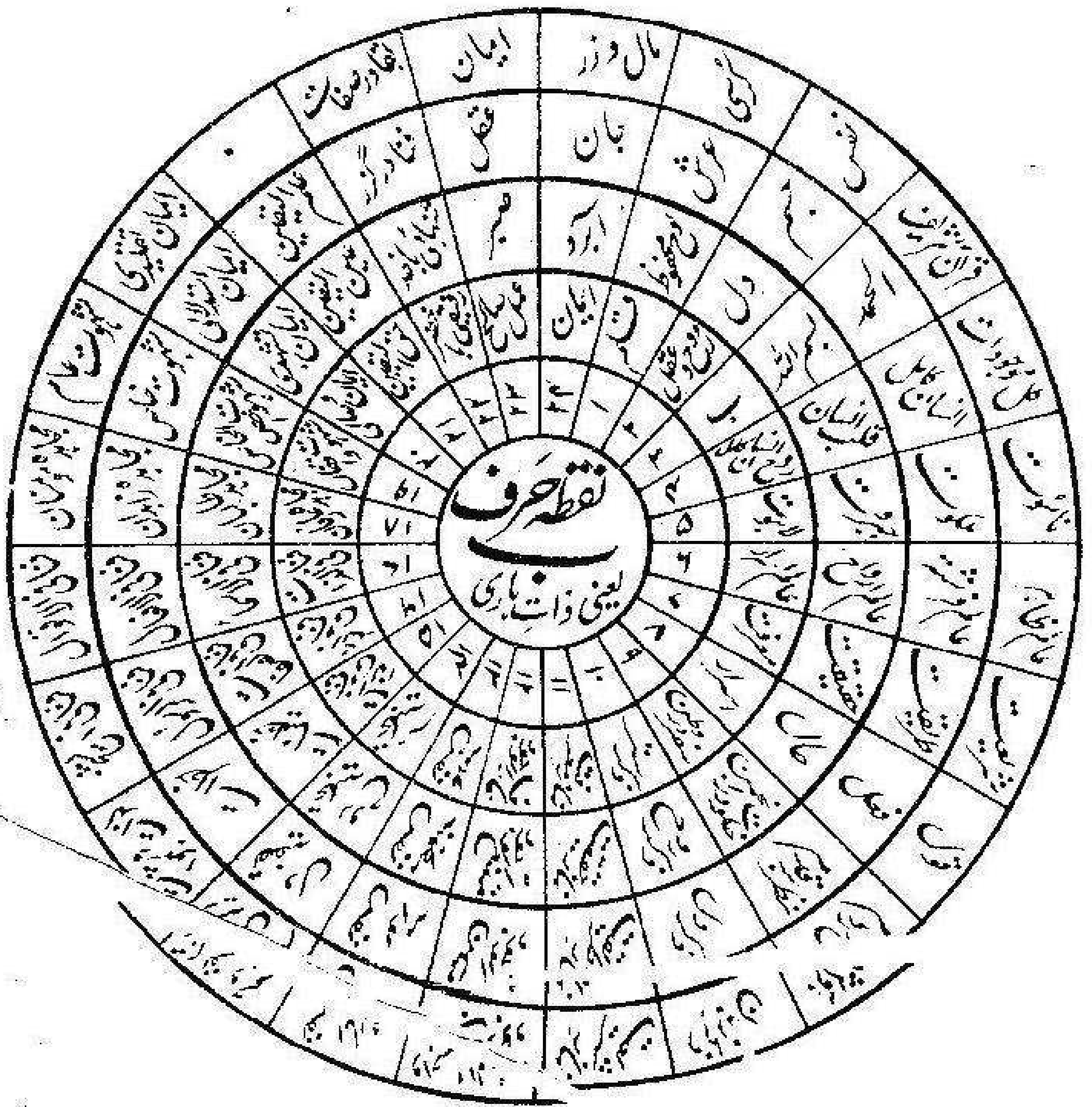
۱۳ ھ ۹۹

مؤلف و مرتب

محمد اوّل قادری چشتی جہانگیری رضوی

ناشر

رضوی کتب خانہ اُردو بازار ۔ لاہور



تعداد ——— ۱۰۰۰

قیمت ——— تین روپے ۳/-

منظور پریس لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ نَا وَ مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ خَاتَمَ النَّبِیِّیۡنَ وَ عَلٰی اٰھۡلِ بَیۡتِہٖ وَ اَصۡحَابِہِ الۡمُکَرَّمِیۡنَ - اٰمِین -

اَمَّا بَعۡد

طالبِ شفاعت حضرت خاتم الانبیاء بروزِ جزا و سائل دست گیری قدوۃ الاولیا حضرت سید السادات سیدنا و مولانا السید عبد القادر الجیلانی محی الدین والسنۃ سید المرسلین و شائق فیضِ طیب قلوب عرفان و یقین السید الجلیل حضرت الخواجہ معین الدین چشتی نائب رسول اللہ فی الہند و زبدۃ الاولیاء فی الدنیا والدین وخادمِ طالبان فیض اولیاء اللہ و مستفیدانِ عارفان باللہ فقیر محمد اوّل۔ عفی اللہ تعالےٰ عنہما و غفرہما قادری چشتی ابو العلائی رضوی اشرفی۔

بخدمت شائقان عرفان و یقین ناظران باتمکین عرض کرتا ہے کہ بعض مضامین جو متعلق معرفت باری جل و علا علمِ نفس و بصیرت قلب تعلیم طالبان رشد و یقین کے لیے وقتاً فوقتاً ذہن میں آتے رہتے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو جمع کر دوں تاکہ معلم مرشد کو تعلیم دینے میں آسانی ہو جائے اور متعلم بھی منازل بآسانی محفوظ کر سکے۔ یہ کتاب طالبانِ صادق کے لیے سیڑھی

کمیاب ہے اس لیے اس کا نام "فیضانِ نبوت" رکھا گیا۔ اس نقشہ میں کل منازل جمع کی جاتی ہیں اس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔ میں کم علم و کم فہم کیا تحریر کر سکتا ہوں یہ فن بحرِ ناپیدا کنار ہے اور اس صورت میں کہ میں ناقص ہوں تو یہ میری کتاب بھی ناقص ہی ہو گی۔ اہلِ علم خصوصاً صوفیاء حضرات سے عرض ہے کہ اگر مجھ ناقص نے کہیں غلطی کی ہو تو بجائے نکتہ چینی کے صحت فرما دیں مشکور ہوں گا جو کچھ تحریر کیا ہے میرے مُرشد کا تصرّف ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ منازِل۔

بیان

کرسی	عرش	لوحِ محفوظ	قلم
نفس	جسم	دل	رُوح و عقل

اے عزیز ذاتِ باری تعالیٰ قدیم اور وہ ایک نُقطہ ہے اور اس پر اطلاق رُوح اور نور کا صحیح ہے اس واسطے کہ اطلاق رُوحِ عیسیٰ رُوح اللہ سے اور اطلاق نورِ حدیث اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ سے ثابت ہے اور سوائے نورِ پاک یعنی نقطہ ذات کے کوئی شے دوسری نہیں تھی۔ اور وہ خدائے پاک اپنی ذات سے وحدہٗ لاشریک موجود تھا اور اب بھی ویسا ہی ہے۔ اپنے آپ کو آپ ہی جانتا ہے کوئی دوسرا کما حقہ اس کا جاننے والا نہیں تھا۔ اگرچہ تمام کمال و صفات اس میں موجود تھیں اور رہیں اور رہیں گی۔ لیکن کوئی ذریعہ اظہارِ صفات بھی نہ تھا کیونکہ جب کوئی عبد ہی نہ ہو تو معبود کس کا۔ جب تک گناہ گار نہ ہوں تو وہ اِظہارِ غفاری کیسے کرے اور اگر عیب دار نہ ہوں تو وہ صفتِ ستاری کیسے ظہار فرمائے۔ تو جس وقت نقطہ ذاتِ باری نے توجہ الی الانبساط فرمائی اور چاہا کہ اپنی ذات و صفات

وحدائی کا اظہار کرے اور اپنے آپ کو خالق و معبود کہلوائے۔ تو اُس کے سِوا کوئی صورت نہ تھی کہ عبادات و مخلوقات پیدا کرے تاکہ اس کے وجود ذات کا نتیجہ مرتب ہو۔

تب اُس نے اپنے نُور سے ایک حصّہ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَ کُلُ الخلائق مِنْ نُوْرِیْ۔ "مَیں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔" یا نور کے سایہ سے قلم کو پیدا فرمایا اس واسطے اس کو تعین اوّل کہتے ہیں اس کے بعد جو کچھ پیدا فرمایا اسی قلم سے پیدا کیا تو قلم کیا ہے وُہ روحِ عقل ہے یعنی حصّہ رُوح و عقل ذاتِ باری کا جو ذات ہے وہ قلم ہے یعنی جو کچھ علمِ الٰہی قابلِ تحریر موجود تھا تو وہ سب قلم یعنی رُوح کو سونپا گیا اور قلم سے لوحؔ محفظ کو استخراج فرمایا تو قلم نے اس مفوضہ علمِ الٰہی کو مجملاً بحکم کن لوحِ محفوظ پر کندہ کیا اور وہ لوحِ قلب ہے اور پیدا فرمایا عرش کو لوح سے اور اس علم الٰہی کو سپردِ عرش کیا گیا اور وہ جسم ہے اور کُرسی کو عرش سے پیدا فرمایا اور اس علم الٰہی کو مفصلاً سپردِ کرسی کیا گیا وہ نفوس ہیں باوجود تخلیق تمام اشیاء نور ذاتِ باری تعالیٰ میں کوئی کمی نہ ہوئی جیسا تھا ویسا ہی بے کم و کاست موجود ہے۔ تو جو علم و نور ذات قلم و لوح و عرش و کرسی کو عنایت فرمایا تھا وہ سب میں ویسا ہی موجود ہے کسی سے معدوم نہیں ہوا۔ اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے آفتاب و ماہتاب کا نور پانی اور شیشہ میں نظر آتا ہے مگر چاند و سورج کے نور میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی تو یہ تمام اشیاءِ عالم اس نورِ ذاتِ باری کا آئینہ ہیں۔ جیسا کہ مولانا جامی فرماتے ہیں ؎ درین بتخانہ ہر نقشے کہ بینم + توئی مقصود ما وبگجہ بہانہ

"اس بتخانہ میں جس نقش کو دیکھتا ہوں اس میں تیری معرفت حاصل کرتا ہوں دوسرے بہانہ باطل"

حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

عارف ہم از اسلام خراب است ہم از کفر   پروانہ چراغِ حرم و دیر نداند

"عارف اسلام اور کفر دونوں سے بلند ہے جیسے کہ پروانہ کے نزدیک حرم اور دیر بت خانہ کے چراغ میں کوئی فرق نہیں"

وہ اپنی شان میں ویسا ہی ہے اور رہے گا جب تک اسے منظور ہے کہ عالم قائم ہے تو رہے گا اور جب وہ نقطہ سمٹا تب ہی قیامت ہے تو اس صورت میں مشابہت ومناسبت ہے درمیان ذاتِ باری اور قلم میں اور قلم ولوح میں اور لوح عرش میں اور عرش کرسی میں تو اس طرح مناسبت ہے ذات باری اور روح وعقل وقلب وجسم نفس میں تو کیا لکھا جائے اور کیا کہا جائے کہ ذاتِ باری اور کامل میں کیا فرق ہے اور کیا مناسبت ہے اگرچہ کوئی شے ظاہر میں نہیں تھی لیکن علمِ الٰہی میں موجود تھی اس کی ذات قدیم ہے اور تمام مخلوقات اس کے علم میں تھی تو بہر صورت وہ مخلوق سے جدا نہیں اور اس سے مخلوق جدا نہیں۔ بقول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ و اظهر القدم بالحدوث والحدوث بالقدم "قدیم حادث سے ظاہر ہے اور حادث قدیم سے ظاہر ہے"۔ تو علمِ الٰہی اور انسان کامل کے علم میں ایک قسم کی مشابہت ہے جو انسان اپنے نفس وذات کے علم کو جانتا ہے وہ کامل ہے جیسا سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من عرف نفسہ فقد

عرف ربہ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔"
اور جو اپنے کو نہیں جانتا وہ ناقص ہے تو وہ خدا کو بھی نہیں پہچانتا۔

قرآن شریف۔ الحمد شریف۔ بسم اللہ شریف۔ حرف ب

برادرانِ من خدائے واحد قدوس نے دو عالم تخلیق فرمائے۔ ایک عالم امر دوسرا عالم خلق۔ قرآن شریف تمام اشیائے عالم کی تفصیل ہے۔ تبیناً لکل شیئ "ہر چیز کا بیان" اور قرآن کا خلاصہ و اجمال سورۂ فاتحہ ہے اس لیے اس کو اُمّ الکتاب کہتے ہیں تو جو کچھ الحمد میں ہے وہ تمام و کمال بِسۡمِ اللّٰہ شریف میں ہے۔ یہ اُمُّ الاُمَم "ماں کی ماں" ہے اور جو کچھ بِسۡمِ اللّٰہ میں ہے وہ سب حرف (ب) میں ہے جو کچھ حرف (ب) میں ہے وہ سب کچھ حرف (ب) کے نقطہ میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اگر میں بِسۡمِ اللّٰہ کے (ب) کے نقطہ کی تفسیر و شرح کروں تو ستر اُونٹوں کے وزن برابر چھاپی ہونگی تو یہی نقطہ ذاتِ باری ہے اب اگر اس کا عکس کریں یعنی نقطہ سے شروع کریں اور کہیں جو نقطہ ہے وہ حرف (ب) ہے اور (ب) بِسۡمِ اللّٰہ ہے اور بسم اللہ اَلۡحَمۡدُ ہے اور اَلۡحَمۡدُ قرآن شریف ہے۔ پس جو منکرِ قرآن شریف ہے وہ منکرِ ذاتِ باری ہے تو جو احکامِ الٰہی قرآن میں مندرج ہیں امر و نہی سوائے مجذوب و مجنون و کمسن بے شعور کے

علاوہ سب پر فرض ہیں جو صاحبِ عقل و ہوش نماز روزہ و احکامِ شرعیہ ترک کرے اور فقیری میں دم بھرے یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ سالک عاشقِ خدا ہوتا ہے اور عاشق کا کام معشوق کی فرماں برداری ہے یہی علامتِ عشق ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

عاشقاں را چہ کار با تحقیق ہر کجا نام اوست قربانیم

"عاشقوں کو تحقیق سے کیا کام وہ ہر جگہ اس کے نام پر قربان ہیں"

تو عاشق معشوق کی نافرمانی نہیں کر سکتا اگر کوئی کرے تو وہ دعوئے عشق میں کذاب ہے۔ اکثر فقراء نمازیں نہیں پڑھتے، فرماں برداری نہیں کرتے مگر دعوی عشق میں دم بھرتے ہیں۔ واللہ اعلم یہ کون سا عشق جدید ہے۔ لوگوں نے عشقِ مجازی میں پہاڑ کاٹ ڈالے، تیشے سروں پر مار لیے اور بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

کل موجودات۔ انسان کامل۔ قلبِ انسان کامل۔ رُوحِ انسان کامل

دوسرا عالم خلق ہے یعنی کل موجودات۔ عالم موجودات ایک کتاب ہے مفصل مثل قرآن شریف کے اس میں ہزارہا عالم ہیں جیسے حیوانات اور ان کے اقسام۔ نباتات اور ان کے اقسام۔ جمادات اور ان کے اقسام۔ معدنیات۔ احجار۔ اثمار۔ جواہرات۔ زمین آسمان۔ ملائکہ۔ عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم وغیرہ سب ملا کر ایک عالم موجودات کہلاتا ہے۔ غرض سوائے ذاتِ خالق کل کے سب کچھ مخلوق ہے۔ داخل موجودات ہے یہ ساری تفصیل مثل قرآن شریف

ہے تو قرآن کا اجمال اَلْحَمْدُ ہے اور کل موجودات کل جمال انسان کامل ہے
اور اَلْحَمْدُ کا خلاصہ بِسْمِ اللّٰہ شریف ہے اور انسان کامل کا خلاصہ قلب
انسان کامل ہے۔ اور بِسْمِ اللّٰہ کا خلاصہ نقطہ (ب) ہے اور قلب انسان
کامل کا خلاصہ روحِ انسان کامل ہے۔ اب غور فرمائیے جو کچھ نقطہ ذاتِ
باری میں مندرج ہے وہ کل روحِ انسان کامل میں مندرج ہے اور جو کچھ
روح انسان کامل میں ہے وہ قلب انسان کامل ہے۔ پس ثابت ہوا جو
ذات باری تعالیٰ میں ہے وہ انسان کامل میں ہے۔ بقول حضرت امام حسن
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فبین ذات الحق وذات الانسان مضاہات یعنی ذاتِ
حق اور ذات انسان میں مشابہت ہے۔" اور اِنَّ اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہ
"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا عند الصوفیہ
عند العلماء اپنے اخلاق کریمہ پر پیدا فرمایا۔" اور خلقت الملائکۃ من
نور الانسان وخلقت الانسان من نوری۔" اور ملائکہ کو انسان یعنی نبی کریم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نور سے پیدا فرمایا اور انسان کے نور یعنی نبی کریم روف
رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اور انا من نور
اللّٰہ وکل الخلائق من نوری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "میرا
نور اللہ کے نور سے ہیں اور تمام کائنات میرے نور سے ہے۔"

شیخ فرید الدین عطّار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

نہ مسجود ملائک آدم آمد — کہ نور پاک در وے بود مدغم

"فرشتے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کرتے اگر اس میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہ ہوتا فرشتوں کا سجدہ آدم علیہ السلام کو نہیں تھا بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو تھا آدم مثل قبلہ تھے جیسے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کعبہ کی طرف کیا جاتا ہے۔"

اگر ایں نکتہ دانستے عزازیل ہزاراں سجدہ اور دے دارند

"اگر اس نکتہ کو ابلیس جان لیتا تو ہزاروں سجدے اسی وقت کرتا۔"

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

گر نبودے ذاتِ حق اندر وجود آب و گل را کے ملک کردے سجود

"اگر اللہ کا نور یعنی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نہ ہوتا تو فرشتہ پانی مٹی کے پتلے کو کب سجدہ کرتے" اور فرماتے ہیں:

اَوْلِیَاءَ اللّٰہُ۔ اَللّٰہُ اَوْلِیَاء ہیچ فرق درمیاں نبود روا

"اولیاء اللہ اور اللہ میں تفریق جائز نہیں۔"

جو چیز عالم بطون سے عالم ظاہر میں آئی وہ روح و نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اے عزیز عالم کبریٰ میں ذات باری مثل شخص اور انسان مثل سایہ اور عالم صغریٰ میں انسان مثل شخص اور باقی اشیاء مثل سایہ کے ہیں۔ الانسان ظل اللہ۔ "انسان اللہ کا سایہ ظل ہے۔ بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ وتزعم انك جرم صغیر و فیك انطوی العالم الاکبر" تو گمان کرتا ہے کہ تو چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تجھ میں ایک بڑا عالم پوشیدہ ہے" حدیث قدسی جعلت الانسان مطیعی وجعلت سائر الاکوان مطیع الانسان "انسان کو میں نے اپنا فرماں بردار کیا اور تمام عالم کو انسان

کا فرماں بردار کیا "حدیث قدسی نعم الطالب انا و نعم المطلوب الانسان و نعم الراکب الانسان و نعم المرکوب له سائر الاکوان" "میں بہتر طالب ہوں اور انسان بہترین مطلوب ہے، انسان بہترین سوار ہے اور تمام اس کی بہترین سواری ہے" انسان کو جس وقت کہ یہ معلوم ہو جائے کہ مجھ میں اور خدا میں کیا نسبت ہے۔ تو انانیت کا خطرہ ہے جو شرعی شرک ہے جیسا کہ منصور علیہ الرحمۃ نے کہا تو جس وقت سالک ایسی کیفیات کا ظہور اپنے اندر دیکھے اور آغاز انانیت ہو تو اس کو اپنی تخلیق پر غور کرنا چاہیئے کہ میں ایک قطرۂ ناپاک سے پیدا ہوا ہوں تو اس سے اس کا غرور ٹوٹ جائے گا اور وہ شرکِ شرعی سے محفوظ رہے گا حالانکہ یہ ایک قسم کا تنزل ہے مگر بہت ضروری ہے کہ ظاہر موافق شرع اور باطن موافق طریقت رہے۔

ناسوت ۔ ملکوت ۔ جبروت ۔ لاہوت

برادرانِ طریقت ناسوت عالم ظاہر یعنی جسم انسان ۔ ملکوت عالم فرشتہ یعنی قلب داخل ملکوت ہو۔ جبروت عالم ارواح یعنی روح داخل عالم ارواح ہو۔ لاہوت عالم اسرار لہذا اقوالِ زبان داخل ناسوت یعنی شریعت کے ہیں اور افعال بتعلق قلب داخل ملکوت ہیں یعنی طریقت کے ہیں اور حالات متعلق روح جبروتی ہیں یعنی حقیقی ہیں تو جس وقت انسان صفائی روح حاصل کر کے درجہ حقیقت سے ترقی کرتا ہے تو اس پر بذریعہ خواب و بیداری تجلیات وانوار و الہام و کشف و کرامات رونما ہوتے ہیں ۔

اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں تو اس کو لاہوت یعنی معرفت کہتے ہیں اور جب اس درجہ سے ترقی کرتا ہے تو اپنی مُراد کو پہنچتا ہے۔ انشاء اسرار الربوبیۃ کفرٌ۔ "اللہ کے اسرار کا راز فاش کرنا کفر ہے"۔ سلطان باہو فرماتے ہیں ؎

زنگ از دل دور کن صقیل بزن تا بہ بینی لایزال را بالیقین

"دل سے زنگ دُور کر کے نور چمک پیدا کر تاکہ دیدار باری تعالیٰ تجھ کو حاصل ہو" اور تو یقیناً اس کا دیدار کرے۔

عالم ظاہر۔ عالم فرشتہ۔ عالم ارواح۔ عالم اسرار

عزیزم کوئی شے خالی از نورِ خدا نہیں۔ خصوصاً یہ حضرت انسان باعث تخلیق عالم ہیں۔ خالق نے اسے ہیولی اور معما پیدا فرمایا ہے۔ ہیولی بعتبار جسم یعنی آگ پانی مٹی ہوا سے مرکب ہے اور معما حامل انوار ذات باری تعالیٰ ہے۔ بزرگوں نے تحریر فرمایا ہے کہ قبل از انسان سر الٰہی میں تھا اور بعد ازل وہ سر میں۔ الانسان سری وانا سرہٗ۔ "انسان میرا راز ہے میں اس کا راز ہوں"۔ سے ثابت تو وہ جب سر انسان میں وہ ذات موجود ہے تو بذریعہ اس کے ذات کو پہچانا جاتا ہے جیسا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے و فی انفسکم افلا تبصرون۔ اپنے نفسوں میں کیوں نہیں دیکھتے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دواءک فیک وما تشعر۔ تیری دوا تجھ میں ہے کیوں نہیں جانتا۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں دواءک نیک وما تبصر "تیری دوا تجھ میں ہے کیوں نہیں دیکھتا" تو ان ظاہری آنکھوں سے عالم موجودات کو دیکھے اور دل کی آنکھ سے عالم فرشتہ کو دیکھے اور روح

کی آنکھ سے عالم ارواح کو دیکھے اور سر کی آنکھ سے اس نور کو دیکھے جسے اور کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ اپنے مثل سب دیکھ سکتے ہیں اور تمیز کر سکتے ہیں۔ جاہل عالم کے قول کو نہیں سمجھ سکتا۔ بے عقل عقلمند کے قول و فعل کو نہیں سمجھ سکتا تو مخلوق خالق کو کیسے دیکھے یا پہچانے پس اگر دیکھنا چاہے تو سالک اپنے نفس و خودی کو نیست و نابود کر دے کہ تمام کثافت دُور ہو جائے اور وہی نورِ پاک رہ جائے تو اس وقت لَا فرق بینی و بینہٗ[1] کا عقدہ حل ہو جائے گا تو ہر انسان صفات بشریت سے تجاوز کر کے ان صفات کے حاصل کرنے کی کوشش کرے کہ سارے حجابات چاک ہو جائیں اور ایک ہی ایک ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

چھوڑے ہستی نہ جب تک اپنی تو — تجھ پہ ظاہر نہ ہوگا رازِ ہُو

دیگر

دیکھ اپنے آپ کو بھائی — خود تماشا ہے خو تماشائی

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گر طالبی اے یار تو مطلوب را شناس — مطلوب عین طالب ز قیل و قال چیست

"اے دوست اگر تو طالب ہے تو مطلوب کو پہچان۔ مطلوب خاص طالب یہ قیل و قال کیا ہے۔"

---

[1] اس کے اور میرے درمیان کوئی فرق نہیں۔

شریعت - طریقت - حقیقت - معرفت

ذکر عبادت تلاوت نماز روزہ حج نوافل درود شریف مختصر یہ ہے کہ تمام حسنات جسمانی شریعت ہیں جب تک قلب ذاکر نہ ہو۔ اسی لیے شریعت کی پابندی گفتار و رفتار پر ہے اور جب قلب ذاکر ہوا تو طریقت ہے اس کا عمل کردار پر ہے اس سے آگے بڑھ کر جب روح ذاکر ہوتی ہے تو داخل حقیقت ہوا اس میں عمل احوال پر ہے یہاں اقوال کردار کا کوئی شائبہ نہیں بس حال ہے بعد حقیقت عروج معرفت ہوتا ہے۔

جب حقیقت اسرار ہیں تو معرفت میں کیا ہے اس کو سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ ہر کہ را خبرے شد خبرش باز نیامد "جس کسی کو خبر ہو گی اس کی خبر واپس نہیں آتی یعنی وہ کچھ نہیں بتاتا" جس پہ گزرے وہی جانے اگر کوئی ظاہر کر لے کا ارادہ کرے تو سولی لگایا جائے یا جیسے کسی بد ذائقہ انسان سے کسی چیز کے متعلق کہا جائے کہ یہ چیز ترش ہے یا تلخ ہے یا شیریں ہے یا کسی نے تلخ چیز کبھی نہ کھائی اور کوئی کہے کہ تلخ بھی ایک ذائقہ ہوتا ہے تو وہ دونوں یہ کہیں ہیں بتاؤ کیسا ہوتا ہے کوئی انھیں کیا سمجھا سکتا تو جب تک کوئی چیز کھلا کر یہ نہ کہے کہ یہ فلاں ذائقہ ہے بس ایسی صورت یہاں ہے یہ منازل دیکھنے اور سیر سے تعلق رکھتی ہیں کما حقہ ان کی حقیقت کوئی بیان نہیں کر سکتا اور جن حضرات نے قلم اٹھایا ہے وہ شاید ہزارواں حصہ بھی نہ ہو بلکہ بحر بیکراں

کا ایک قطرہ بھی نہیں۔

قول۔ فعل۔ حال۔ اسرار

دستو مراتب تصوف مذکورہ چار قسموں میں تقسیم ہیں ۱۔ قول کا تعلق زبان سے ہے یعنی شرائط ایمان تو وہ سات ہیں (توحید[1]) (رسالت[2]) (کتاب اللہ[3]) (ملائکہ[4]) (یوم آخرت[5]) (امور متعلق بتقدیر[6]) (بعد الموت اٹھنا[7]) ان تمام اشیاء کا اقرار زبان سے کرنا۔ افعال کا تعلق سارے جسم سے ہے یعنی مذکورہ بالا شرائط کا بدل اقرار کرنا اور اسلام کے پانچوں ارکان کا ادا کرنا اور اوصاف ذمیمہ ترک کرنا اوصاف حمیدہ پیدا کرنا وغیرہ۔ حال کا تعلق روح سے ہے کہ صفاتِ حمیدہ سے صفات روحانی کی طرف عروج کرنا یعنی شوق و ذوق محبت وعشق حقیقی میں سرشار ہو جانا۔ اسرار کا تعلق روح اور اس نورِ ذات باری تعالیٰ میں ہے کہ جو فی انفسکم افلا تبصرون "تم اپنے نفوس میں کیوں نہیں دیکھتے" سے ظاہر ہے یعنی صفاتِ روحانی سے صفات رحمانی کی طرف عروج کر جانا جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے: قول محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن و فعل محمد علیہ السلام نماز و حال محمد علیہ السلام تخلقوا باخلاق اللہ التصفو باوصاف اللہ۔ "تم اپنے اندر اخلاق خداوندی پیدا کرو اور اس کے اوصاف کے ساتھ متصف ہو جاؤ" تو کمال عروج کی کوئی حد نہیں وہ لامحدود، اس کی ذات لامحدود تو بس یہی کہنا پڑتا ہے ما عرفناک حق معرفتک "ہم تیری معرفت کا حق نہیں ادا کر سکے"۔

ہوش دردم۔ نظر برقدم۔ خلوت در انجمن۔ سفر در وطن

ہوش دردم یعنی سانس کی آمد و رفت پر کنٹرول کرنا کہ سانس کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے۔ آتے جانے میں کیا کہتا ہے تو خیال کرے اندر آنے میں اِلَّا اللہ کہتا ہے یا اَللہ کہتا ہے اور باہر جانے میں لَا اِلٰہَ کہتا ہے۔ یا ہُو کہتا ہے یا دونوں میں اَللہ اَللہ یا ہُو ہُو کہتا ہے کیونکہ ہوالظاہر ہوالباطن اسی کو پاس انفاس کہتے ہیں۔ اسی سے دل بیدار ہوتا ہے۔ دائم الذکر کا عادی ہوتا ہے۔ جب سانس بیکار نہ ہوگا اور قلب ذاکر ہوگا تو شیطان خناس کا دخل دل پر مشکل سے ہوتا ہے اور ساری جمعیت ہیں کوئی اختلاف نہیں ہوتا نفس سنبھل جاتا ہے۔ **نظر بر قدم** کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل قدم ظاہری۔ دوم قدم باطنی۔ قدم ظاہری جو جسم کا ایک حصّہ ہے اس کو مقاماتِ منہیہ سے روکے اور مقاماتِ محمودہ پر چلنے کی ترغیب دے وہاں سے پہلوتہی نہ کرنے دے۔ قدم باطنی رُوح قلب کو ماسوا اللہ کی طرف نہ جانے دے اور اپنے اُوپر سب کو فوقیت دے خود کو عالم عاجز خیال کرے۔ **خلوت در انجمن** بغیر حرکت زبان ولب وغیرہ دل سے اللہ اللہ کرتا رہے۔ مجمع وغیر مجمع اس کے ذکرِ قلبی پر کوئی اثر انداز نہ ہو۔ گفتگو و خاموشی میں بھی دل اپنا کام کرتا ہے کہ کسی حالت۔ خواب و بیداری خاموشی و گفتگو، تحریر و تقریر ہر حالت میں ذکر بند نہ کرے تو خلوت در انجمن حاصل ہے اس کی تمیز

ہر کوئی نہیں کر سکتا۔ اللہ جانے یا اللہ والے جانیں تو بظاہر خلوت اہل انجمن بباطن جلوت باذوالمنن یہ ذکر طریقت ہے۔ **سفر در وطن کی دو** قسمیں ہیں۔ اوّل سفر دنیا دوم سفر تن۔ جسم انسانی اربعہ عناصر یعنی آگ، پانی، مٹی، ہوا سے مرکب ہے اور اس میں ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک، کان، منہ، سر وغیرہ اعضائے ظاہری اور قلب و جگر و دماغ طحال گردہ معدہ وغیرہ اعضائے باطنی یہ سب عزام اعصاب گوشت پوست ہے۔ ان کے ساتھ تمام ظاہری و باطنی اعضا بلکہ ہر رگ و ریشہ کے ساتھ ساتھ لطائف بھی پیدا فرمائے ہیں۔ بعض نے چھ لطائف اور بعض نے دس لطائف لکھے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا زیادہ اولیٰ ہوگا کہ یہ لطائف ستہ یا عشرہ مبتدی کے لیے ہیں منتہی کا صرف ایک ہی لطیفہ ہوتا ہے جب لطیفہ روح روشن ہو جاتا ہے تو وہ کون سا عضو و رگ و ریشہ ہے۔ جہاں پر رُوح نہ ہو پھر سب ہی لطیفہ روشن و ذاکر ہوتے ہیں تو ایک بشر جسم ہے اور ایک جان ہے۔ حضرت امیر خُسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

درون ہر تنے جانیست پنہاں — بزیر کفر ایمانیست پنہاں

"ہر جسم میں ایک جان پوشیدہ ہے اور کفر کے اندر ایماں پوشیدہ ہے"۔ تو اس بشر یعنی جسم ظاہر کا سفر عالم ظاہر میں ملکوں، شہروں، قصبوں، دیہاتوں میں ہے۔ ان کی سیر و سیاحت تلاش معاش کرتا ہے تو جسم ظاہر کا وطن ملک ظاہر ہے اور جان بشر کا ملک یہ جسم

ظاہر ہے یہ اس کے اندر سیر کرتی ہے یہ بھی سفر در وطن ہے اس کو سفر باطنی کہتے ہیں۔

عزیز و سفر ظاہری سیر دنیا ہے اور سفر باطنی توجہ بمعشوق ہے۔ تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم رہنا اور سفر ظاہر سلوک اور سفر باطن جذب ہستی اسی لیے سالکون کے عمل ظاہری منظور خلائق ہیں اور عمل باطنی منظور خالق ہیں ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم "اللہ تمہاری خوبصورتی کو نہیں دیکھتا نہ تمہارے کام کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دل اور نیت کو دیکھتا ہے۔" تو سفر ظاہر آراستہ کرنا جسم کا اور سفر باطن آراستہ کرنا دل کا اور اسی کو اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور سفر ظاہر تزکیۂ نفس و معائنہ صنعت اور سفر باطنی تصفیہ روح و تجلیہ سر اور دیکھنا صانع مطلق کا تو یہاں پر سفر در وطن سے مراد سفر باطنی ہے کہ طالب مولیٰ اپنے ہی میں نظر کرے اور دیکھے غور و فکر کرے جانے اور پہچانے حدیث شریف میں آیا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ "جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔" اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فی انفسکم افلا تبصرون "اپنے نفسوں میں کیوں نہیں دیکھتے۔"

ذکرِ زبان۔ ذکرِ دل۔ ذکرِ روح۔ ذکرِ سِرّ

زبان کے لیے ذکر بہت سے ہیں جن اذکار میں زبان سے کام

کیا جائے وہ سب ذکرِ زبانی کہلاتے ہیں۔ صرف نفی و اثبات کو ہی بارہ ضربی تک کیا جاتا ہے پاس انفاس و حبس دم وغیرہ سارے ہی اذکار تصفیہ دل کیلئے کیے جاتے ہیں بغیر ذکر زبان، دل ذاکر نہیں شاذ و نادر اس کے برعکس ہوتا ہے تو یہ جلی و خفی کل اذکار شرعی ہیں اور **ذکر دل** اسم ذات یعنی اللہ اللہ ہے یہ ذکر طریقت کہلاتا ہے۔ جب دل بحالت بیداری و خواب بلقصد و بلاقصد و ارادہ ذکر میں مشغول رہے تو تصفیہ قلب ہو گیا بحالت خواب ذکر کرنا رُوح کے ساتھ تعلق کی علامت ہے۔

ذکر رُوح - ہُو ہُو ہے یہ ذکر معرفت کہلاتا ہے۔ جب روح کا یہ ذکر ترقی کرتا ہے اور رُوح صاف ہو جاتی ہے تو سالک درجہ معرفت سے درجہ اسرار میں داخل ہو جاتا ہے اور **ذکر سِرّ** آتا ہے ذاکر ذکر آنا و آوازہ آنا میں مست رہتا ہے یہی ذکر الاذکار یا سلطان الاذکار کہلاتا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

کس ندانست کہ منزل گہ معشوق کجاست　　　　ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید

"کوئی نہیں جانتا کہ معشوق کا مسکن کہاں ہے صرف اتنا ہے کہ جرس (نقارہ) کی آواز آتی ہے۔" مولانا جامی فرماتے ہیں:

در قافلہ کہ اوست دانم نرسم　　　　ایں بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم

"جس قافلہ میں وہ ہے جانتا ہوں مگر ڈرتا ہوں بس اتنا کافی ہے کہ نقارہ کی آواز آتی ہے۔"

احادیث کے اندر نزولِ وحی کی کیفیت اکثر اسی سلطان الاذکار سے

ہے یعنی نزول وحی کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی
دیگ کے جوش کبھی شہد کی مکھی کی آواز کبھی گھنٹے کی آواز کی مانند آتی ہے کبھی
فرشتہ بصورت انسان حروف کہتا ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چھ برس تک غارِ حرا میں ذکر کرتے رہے
ہیں اور میں بھی اس غار پاک میں بارہ سال تک یہ شغل کرتا رہا ہوں۔ میں نے
اس میں عجیب وغریب کشائش دیکھی ہیں۔ جب اس ذکر سے کثافت دور
ہو گئی توانائیت پیدا ہو جاتی ہے اور عالم بے خودی ہوتا ہے۔ خودی رخصت ہو
تو کبھی انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کہہ ہی دیتا ہے یعنی ہستی رخصت ہستی آمد
نہ ہونا گیا اور ہونا آگیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

اولیاء اللہ اللہ اولیاء ہیچ فرق درمیاں نبود روا

اولیاء اور اللہ میں تفریق جائز نہیں۔

اللہ اللہ گفتہ اللہ می شود ایں سخن حق است واللہ می شود

"اللہ اللہ کہہ کر اللہ ہو جاتا ہے اور یہ بات صحیح ہے خدا کی قسم وہ اللہ
ہو جاتا ہے یعنی فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔"

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

"اس کا کہنا اللہ کا کہنا ہوتا ہے اگرچہ عبداللہ یعنی اللہ کے بندے کی زبان
سے کہنا ہوتا ہے۔"

نمازِ شریعت۔ نمازِ طریقت۔ نمازِ حقیقت۔ نمازِ معرفت

نمازِ شرعی قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور دل رکعت شماری میں یا افکارِ دنیوی
زباں در ذکر و دل در فکر خانہ چہ حاصل زیں نمازِ پنج گانہ
"زباں پر ذکر اور دل میں گھر کی فکر اس پنج وقتہ نماز سے کیا حاصل" اور اگر عجز و نیاز مناجات بھی ہو اور درماندگی دنیا بھی ہو۔ **نمازِ طریقی** بحضورِ دل ادا کریں اور خدائے تعالیٰ کو سمیع و بصیر جانیں جس وقت قلب حاضر ہو گا تو ممکن نہیں کہ چپ و راست التفات ہو سکے یا افکارِ دنیوی یعنی خطرات پیدا ہو سکیں۔ ابتداً سب سے بہتر خطرات کے بچنے کی یہ ترکیب ہے کہ نماز کا ترجمہ یاد کر لے اور ترجمہ کا خیال کرتا ہوا نماز ادا کرے تو خطرات بہت کم ہو جائیں گے کہ میں یہ عرض کرتا ہوں اور اللہ یہ فرماتا ہے۔ اور **نمازِ حقیقت** یہ ہے کہ آنکھ محوِ جمالِ یار ہو اور دین و دنیا سے بے خبر ہو جیسا کہ وقتِ وصالِ عاشق و معشوق اپنے غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور الصلوٰۃ معراج المومنین کا فرمان علی ایسی نماز پر ہی صادق آتا ہے کیا خوب کہا ہے:
ہزار سال عبادت کند نمازی نیست کسے کہ عشق ندارد خدائے راضی نیست
"ہزار سال عبادت کرے نمازی نہیں جو عشق نہیں رکھتا اس سے خدا راضی نہیں"
یہ سر سرِ زاہد نہیں سودائی کا سر ہے تا عمر کیسے جاؤں گا اس در ہی پہ سجدے
نمازِ معرفت یہ ہے جیسا کہ امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

"میں تو اور تو میں ہوا میں جسم تو جان ہے کوئی آدمی اس کے بعد نہ کہے مجھ میں تجھ میں فرق ہے۔"

صوفی فیض جے پوری نے کیا خوب کہا ہے :

کریں ہم کس کو سجدہ اور لگائیں کس کے چندن ہم
صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم
ہوا اے فیض معلوم ایک مدت میں ہمیں تھے وہ
جپا کرتے تھے جن کے نام کی دن رات سمرن ہم
اسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا اگر پایا تو کھوج اپنا نہ پایا

یہ ہے نمازِ عارف اور کمال فنا کہ سب کچھ ہے اور کچھ نہیں ہے۔

واجب الوجود۔ ممکن الوجود۔ ممتنع الوجود۔ عارف الوجود

واجب الوجود خاکی ہے یعنی اربعہ عناصر سے مرکب ہے اس میں نفس امارہ کا تصرف ہے تو تزکیہ نفس و جسم کر کے **ممکن الوجود** کی طرف ترقی کرے یہ روحانی مع الجسمانی خاکی ہے اس میں نفس لوامہ کا تصرف ہے۔ جگہ اس کی دل ہے۔ اب تصفیہ دل کرے اور **ممتنع الوجود** حاصل کرنے کی کوشش

کرے یہ بالکل روحانی ہے اور اس روح کو پرتوِ نورِ خدا و نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانے اور ہر وقت تصورِ ذاتِ باری میں مستغرق رہے تاکہ اس کے باطن میں اس قدر عشقِ حقیقی پیدا ہو اور ترقی کر کے دیدارِ الٰہی حاصل ہو اور روح نورِ حق ہو جائے اس کو عمل تجلیہ روح کہتے ہیں بعد حصول دیدار الٰہی۔ تصورِ ذاتِ باری آجاتا ہے بعدہٗ نوبت عارف الوجود کی آتی ہے اس میں تصرف نفس ملہمہ کا ہے کہ اس کو الہامات ہوتے ہیں یہ ایک قسم کی ہم کلامی ہے اس صورت میں وہ لطف و محویت ہے کہ بیان قاصر ہے۔ اس کو تجلیہ سر کہتے ہیں۔ بعدہٗ وصال ہے وہ جانے جس پر گزرے۔

نفسِ امّارہ۔ نفسِ لوامہ۔ نفسِ مطمئنہ۔ نفسِ ملہمہ

جسمِ انساں میں صدہا عضو ہیں مختلف الافعال و اسماء بعض دیکھے جاتے ہیں بعض حس سے معلوم ہوتے ہیں جیسے عقل رُوح نفس ہر عضو اپنی اپنی خدمت پر معمور ہے۔ نفس ایک خواہش کا نام ہے جو مختلف الاحوال بمقتضائے عقل و تعلیم بدلتی رہتی ہے۔ بمقتضائے احوال اس کے چار نام مذکورہ بالا ہیں۔ جس شخص میں نفس امارہ کا تصرف ہے تو اس میں تکبر کینہ بغض عداوت حسد حرص و ہوا وغیرہ ہوں گے۔ جس میں نفسِ لوامہ کے خواص ہوں گے تو اخلاص، اخلاق، محبت، شوق ذوق، علم، حلم، تواضع، انکساری تعلیم وغیرہ اوصاف کے ساتھ موصوف ہوگا۔ جس میں نفسِ مطمئنہ کے آثار

ہوں گے تو عتاب بے پروائی صبر قرار اطمینان شکر وغیرہ اوصافِ حمیدہ سے متصف ہو گا۔ اور جس میں نفس ملہمہ کا ظہور ہو گا تو وہ شخص انواعِ تجلیات و بوارق و شوارق و لمعات انوارِ ذات باری و باخدا ہمکلامی بطور الہام و مشاہدہ مکاشفہ منظور ہو گا تو ہر شخص اپنی حالت کا جائزہ لے اگر نفس امارہ کے صفات رکھتا ہے تو لوامہ اوصاف کے حصول کی کوشش کرے جب نفس لوامہ ہو جائے تو مطمئنہ کے اوصاف پر کاربند ہو جائے اور جب مطمئنہ ہو جائے ملہمہ بنانے میں جان لڑا دے۔ بہر صورت اپنے مرتبہ کو پہچان کر ترقی و عروج کرتا رہے تو جب عروج کی آخری حد پر پہنچے گا تو نفس کا کام ختم ہو جائے گا یہ کیفیت جس پر گزرے وہ جانے علم و عقل اس کا ادراک نہیں کر سکتے تو جب تک سالک اپنے آپ کو نہ پہچانے گا خدا کو ہرگز نہیں پہچان سکتا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور نفس کی شناخت کرانے کے واسطے ایک شیخ کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔ سوال ہو سکتا ہے ضرورت کیوں پڑتی ہے جواب اس کی مثال یوں سمجھو کہ انسان کو اپنی آنکھ کا کویا کنارہ نظر نہیں آتا حالانکہ آنکھ دور تک دیکھتی ہے تو آنکھ کو یا دیکھنے کے واسطے ایک آئینہ کی ضرورت پڑتی ہے جس سے کویا نظر آسکے تو اپنے آپ کو دیکھنے کے لیے بھی ایک شیخ کی ضرورت پڑتی ہے وہ فی انفسکم افلا تبصرون دکھلا دیتا ہے سمجھا دیتا ہے اور نحن اقرب الیہ من حبل الورید "ہم شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں" کا مفہوم بھی روشن ہو جاتا

تنبیہ سالک کسی منزل کا سا ئر کیوں نہ ہو تب بھی نفس امّارہ سے غافل نہ ہو کیونکہ یہ موقعہ پاکر اور ذراسی ڈھیل پاکر سب اندوختہ غارت و برباد کر دیتا ہے اور آخری منزل والے کو صف اول سے بھی پیچھے کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین

تزکیۂ نفس و جسم۔ تصفیہ قلب۔ تجلیہ رُوح۔ تجلیۂ سر

تزکیۂ نفس و جسم طہارت ظاہری یعنی جسم حدث نجاست سے پاک غیبت فحش و دروغ سے اجتناب۔ مجاہدہ و ریاضت وظائف و نوافل شب بیداری کھانا کم روزے زیادہ۔ کم خوردن و کم گفتن و کم خفتن سے نفس و جسم مردہ و کمزور ہو جائیں تصفیہ قلب باطن کی صفائی اور اوصاف مضمومہ سے اجتناب تمام افعال خلق کو منجانب خالق تصوّر کرے اور قلبی طاقتوں کو اس قدر قوت دے کہ نفس سر نہ اُٹھا سکے کیونکہ جس کا نفس زندہ ہے قلب مردہ ہے اور جس کا قلب زندہ ہے نفس مردہ ہے تجلیہ روح اپنی روح کو محبت غیر اللہ سے خالی رکھیں محبت خدا سے کسی وقت غافل نہ ہوں ہمہ وقت مشتاق وصال یار رہیں۔ تجلیہ سر صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الانسان سرّی و انا سرّہٗ۔ سر راز کو کہتے ہیں راز اسی وقت تک راز ہے جب تک پوشیدہ ہو جب ظاہر ہو تو راز نہ رہا اس لیے اس کا ظاہر کرنا رازداری کے خلاف ہے اور جس نے ظاہر کیا وہ مجذوب

و مجنون ہوا تو وہ کچھ بھی کہتا رہے اس کی بات پر کوئی کان نہیں رکھتا یا اس کی گردن ہی مروادی تو جس خوش نصیب پر اسرار کھلنے لگیں اس کو از حد پردہ پوشی کرنی چاہیئے ورنہ نقصان اُٹھائے گا۔ اس کو اپنی پردہ دری منظور نہیں۔ پردے پردے میں جو چاہے کہہ دے کوئی گرفت نہیں اس لیے شریعت ظاہر پر بنائی کہ آزاد کلامی کی سزا دے اور گلے سے پکڑے۔ منصور حلاج نے جو کچھ کہا مگر کیوں کہا اس پردہ دری کے بدلے گردن نذر کرنی پڑی۔

خطرات و شہوات۔ خطیئات۔ فنا فی الذات خطیئات

ابتدائی درجہ شریعت ہے اس میں ترقی مال و منال افزونی جاہ و ریاست و جائداد و امارت بطریق جائز درست ہے بظاہر اس درجہ میں غیر اللہ سے قرب ہے۔ کیونکہ یہ اشیاء اکثر رجوع بلذت و شہوات کرتی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص تاویلات بعیدہ سے مسائل کو اپنی خواہش کے سانچہ میں ڈھالے اور اس کا بار قرآن وحدیث و فقہ پر رکھے تو وہ اپنا معال سوچ لے اللہ بچائے خلاصہ اگر اہلِ شرع کا خیال بجانب نزول ہو گا۔ یعنی شہوات کی طرف ہے تو نزول ہے۔ اگر اہل شرع شریعت پر مکمل عمل کرے ریاضت و مجاہدہ بھی کرے گا تو ترقی پر ہے اور داخل طریقت ہو جائے گا یہ راستہ کسی مرشد کے واسطے سے بآسانی طے ہوتا ہے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر ہست بس پر آفت و خوف و خطر

"کسی کو اپنا پیر بنا کر بغیر پیر کے یہ سفر آفت خوف و خطرات سے بھرپور ہے"۔

مرشدِ کامل کی توجہ سے قلب ذاکر ہو جاتا ہے جب قلب ذاکر ہوا تو متوجہ خدا شناسی ہوا فوا رشاد مرشد پر کاربند ہو جائے۔ اگر کسی آدمی نے قول مرشد اور شرعی فروعیات میں کچھ فرق پایا۔ اگر قول مرشد پر عمل کرے گا تو اپنی مُراد پالے گا۔ اگر یہ خیال آ گیا کہ مرشد کی بات غلط ہے یا کچھ شک ہو گیا تو فوراً ہی منزل رُک جائے گی اور اگر اصولِ شرع میں اختلاف ہو تو قولِ مرشد نا قابلِ قبول ہے۔

حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

"اگر شیخ طریقت مصلے کو شراب میں رنگنے کا حکم دے تو رنگ لے کیونکہ شیخ کامل راہ طریقت کے رسم و رواج سے باخبر ہوتا ہے"۔ اور جب درجہ طریقت سے درجہ حقیقت میں داخل ہو گا اس میں روحی تعلقات ہیں اور گاہے گاہے مشاہدہ حاصل ہو گا۔

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے بپایے گر نباشد گاہے گاہے

"اے اللہ عشاق کی طرف نظر کرم فرما۔ پے در پے اگر نہ ہو تو کبھی کبھی ضرور فرما"۔ اگر اس حالت میں نزول ہونے لگا تو شب و روز ارادت کے ساتھ رہے اور اوراد و وظائف کی طرف متوجہ رہا ہے ترک وظائف میں تکلیف ہو کیونکہ ارادت سے انحراف اور وظائف سے التفات نزول ہے حقیقت سے طریقت کی طرف تو ان خیالات کو خطیئات کہتے ہیں۔

حسنات الابرار سیئات المقربین وحسنات المقربین سیئات المخلصین والمخلصون علی خطرٍ عظیم "ابرار کی نیکی مقربین کے لیے گناہ ہے۔ اور مقربین کی نیکی مخلصین کے لیے گناہ ہے اور مخلصین ہر وقت خطرہ میں رہتے ہیں" تو مخلصوں کو حسنات مقربین کی طرف توجہ کرنا اور مقربین کا حسنات ابرار کی طرف راجع ہونا نزول ہے۔ اسی طرح معرفت سے حقیقت میں اور حقیقت طریقت میں اور طریقت سے شریعت میں شریعت سے لذات خواہشات و ممانع کی طرف رجوع کرنا سخت ترین گناہ ہے یہی تنزل ہے۔ ان حضرات انسان کے خیالات اگر صحیح ہیں تو فرشتوں سے افضل ہو سکتے ہیں اور اگر بُرے ہیں تو کالانعام (جانور) و کشیطان بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

"تا توانی بندہ شو شیطان مباش   زخم کش چو گوئے شو چوگان مباش

"جہاں تک ہو سکے بندہ بن شیطان نہ بن گیندہ کی طرح چوٹ کھانے والا بنلے کیطرح چوٹ مارنیوالا نہ بن" سالک ہمیشہ خطرات و خطیئات سے گریز کرتا ہوا راجع بحسنات رہے کوئی قدم پیچھے کو نہ رکھے بلکہ ترقی کے خیالات کو پختہ کرے۔ جب خطیئات حقیقت سے بچا اور ترقی کی تو فنافی الذات ہے۔ اب محفوظوں میں داخل ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ۔ حدیث قدسی ان اجسامھم محرقة من قلة الطعام ونفوسھم محرقة عن الشھوات وقلوبھم محرقة عن الخطرات وارواحھم محرقة عن الخطیئات دیگر خمود الجسم عن اللذات وخمود النفس عن الشھوات وخمود القلب عن الخطرات و

وخمود الروح عن الخطیات و فناء ذاتك فی الذات کھانے کی وجہ سے جسم جلتا ہے اور مرجاتا ہے اور شہوت کی وجہ سے نفس اور خطروں کی بناء پر دل اور خطاؤں کی بناء پر ارواح جلائی جاتی ہیں تو سالک علامات مذکورہ سے نفس کو پہچانے اور فکر عروج کرے۔

فنا فی الشیخ - فنا فی الرسول - فنا فی الصفات - فنا فی اللہ

دوستو اگر طلب صادق ہے اور واصل خدا ہونا چاہتے ہو تو مرشد کامل تلاش کرو اور مرشد ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو احکام شرع کی پابندی میں ہر وقت کمر بستہ رہتا ہو اور طالبانِ دنیا سے بیزار ہمہ وقت یادِ الٰہی کرتا ہو کسی وقت غافل نہ ہو۔ غیر اللہ سے منحرف ہو حتیٰ کہ دوزخ کا خوف اور جنت کا شوق بھی نہ رکھتا ہو نفس کش ہو نفس پرور نہ ہو قلب و روح میں سوائے عشق مولیٰ کے دوسرے کی محبت نہ ہو صفات جذب و سلوک دونوں کے ساتھ موصوف ہو تو ایسے شیخ کی محبت و صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔ حضرت سرمد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

متاب از در گہ پیر مغاں سرمد سر خود را　　شوی مردود اگر سر از درِ این رہگذر پیچی

"اے سرمد اپنے سر کو پیر مغاں کے در سے مت پھیر اگر اس رہ گزر سے پھیرے گا تو مردود ہو جائے گا" مولانا روم فرماتے ہیں ؎

گر تو کردی ذات مرشد را قبول　　ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

"اگر تو نے مُرشد کی ذات کو قبول کر لیا تو میری ذات اللہ و رسول کے نور سے منور ہو جائے گی،" بعتقاد کامل اور فرمابرداری کے ساتھ اس کے حکم کو قبول کرا اگرچہ وہ حکم مرشد کی عقل کے خلاف ہو پھر بھی عمل کرے عقل کو دخل نہ دے اگر مرشد کسی وقت ایسا حکم کرے کہ بجا آوری میں مرشد کی بے تعظیمی ہے یا ترک ادب متصور ہے تو ان خیالوں کو ترک کر کے تعمیل ارشاد کرے اور ان کی فرمانبرداری کرے کہ مرشد کے قلب و رُوح میں گھر کر لے اور مقبول و منظور نظر ہو جائے اور صفات مرشد کے ساتھ موصوف ہو جائے کہ قلب و رُوح اس کی اور مرشد کی ایک ہو جائے تب **فنا فی الشیخ** حاصل ہو گا۔ جب یہ بات حاصل ہو گئی تو جو مرتبہ اس کے شیخ کا ہے وہی اس کا ہے یعنی اگر مرشد فنا فی اللہ ہے تو یہ بھی وہیں پہنچا اور اگر مرشد فنا فی الشیخ یا فنا فی الرسول ہے تو یہ بھی اسی درجہ پہ پہنچ جائے گا۔ علامات **فنا فی الرسول** کی علامت یہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے اور یہ پیروی اس پر بار نہ ہو۔ **فنا فی الصفات** یہ ہے کہ سالک صفت ذات باری کو خیال کرے اور موقع محل کے اعتبار سے اوصاف باری تعالیٰ کو عمل میں لائے یعنی کبھی صفت خالقی کبھی ستاری کبھی جباری و غفاری و رحیمی و کریمی وغیرہ اوصاف کے ساتھ مصنوع میں نظر کرے اور قدرت خدا کا کرشمہ دکھا دے تفکروا فی الصفات ولا تفکروا فی الذات "اس کے صفات میں غور و فکر کرو اور اس کی ذات میں غور و فکر نہ کرو،" پر عمل رہے۔ یہاں تک کہ اس میں صفات ربوبیت پیدا ہو جائیں تو فنا فی الصفات حاصل ہے اور جب حالت سکر و بے خودی ہو ہستی و

شعور خودی نابود ہو جائے اور لا فرق بینی و بینہ "میرے اور اس کے درمیان کوئی فرق نہیں" حاصل ہو جائے تو فنافی اللہ ہوا۔ سالک حالات مذکورہ بشعور عبور کرتا ہوا منزلِ مقصود سر کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

فنافی الاقوال۔ فنافی الافعال۔ فنافی الاسمأ۔ فنافی الذات

فنافی الاقوال یہ ہے کہ سالک کوئی کلمہ خلافِ شرع اپنی زبان سے نہ نکالے کیونکہ شرعی کفر و اسلام اقرار زبانی پر منحصر ہے۔ اس درجہ پابندیِ شرع شریف کرے کہ جان دے دے مگر خلافِ شرع نہ کہے۔

فنافی الافعال یہ ہے کہ احکامِ خداوندی و فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس درجہ کاربند ہو کہ ایک دم بھی اس سے غافل نہ رہے اور امر پر اصرار اور نواہی کا انکار کرے اور شغل فی الحسنات پسند کرے۔ فنافی الاسماء یہ ہے کہ اسماءِ الٰہی کو یاد کرتا رہے ہمہ وقت ان میں گم رہے صفات اسماء باری کے ساتھ موصوف ہو جائے جب انصفوا باوصاف اللہ ہو گیا تو وہ صاحبِ امر ہے یعنی حکم امر سے معدوم موجود اور موجود معدوم۔ فنافی الذات اس کے قریب تر ہے اسی کو فنافی اللہ بھی کہتے ہیں۔ یہ سراسر تجربہ ہے۔ تحریر و تقریر ناکافی۔

مجاہدہ مومناں۔ مجاہدہ زاہداں مجاہدہ طالباں۔ مجاہدہ عارفاں

مجاہدہ جہاد سے مشتق ہے۔ مجاہدہ مومن قتل کفار ہے جو مشہور ہے مجاہدہ زاہد طالب عارف قتل نفس ہے۔ اگر دشمن غالب ہوگا تو جان و مال غارت کرے گا اور اگر نفس غالب ہوگا تو دین و ایمان غارت کرے گا۔ جہاد از کفار ارکان اسلام سے ہے تو مومن مسلمان کفار کے ساتھ لڑنے میں اپنی جان کو عزیز نہیں رکھتے۔ اگر کامیاب ہوئے تو ثواب اخروی اور دنیوی مال ہاتھ آیا اور غازی ہوتے۔ اگر شہید ہوئے تو جنتی بنے۔ اگر دشمن دوگنے ہیں اور مسلمان مقابلہ سے بھاگے تو مردود ہوئے اگر دوگنے سے زائد ہیں تو کوئی گناہ نہیں قابل معافی مغلوب ہوتے بحالت معافی اگر شہید ہوئے تو جنتی اور مال تو گیا ہی۔

مجاہدہ زاہدوں میں قطعاً جان کا خطرہ نہیں نہ مال کا نقصان ہے اگر مجاہد غالب آیا تو واصل اور اگر مغلوب ہوا تو کافر دین و ایمان غارت۔ مجاہدہ مومن سے مجاہدہ زاہداں طالباں عارفاں بہت سخت ہے کیونکہ نفس کو مارنا مردوں کا کام ہے۔ اس لیے اس کو جہادِ اکبر کہتے ہیں۔ مجاہدہ زاہد ممنوعات سے پرہیز کم گفتن کم گرفتن کم خوردن کم خفتن ہمہ وقت قہر قہار سے ڈرنا۔ مجاہدہ طالب کھڑے بیٹھے ہمہ وقت یاد مولیٰ کرنا اسے اپنے قریب جاننا غفلت کو پاس نہ آنے دینا بلکہ کفر جانے جو دم غافل سو دم کافر۔ احقر نے کہا ہے ؎

چوں از خدا غافل شوی درد دیں آں کافر شوی
در نظر عشاق جاناں ماسوی اللہ بدتر است

"تو جب بھی یادِ خدا سے غافل ہوگا تو عاشق و طالب کے نزدیک کافر ہوگا عشاق کے نزدیک اللہ کے سوا جو کچھ ہے بدترین ہے۔"

مجاہدہ عارف بغیر یار بے قرار باغیار بیزار اور مجاہدہ و افعال اس سے برتر ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

خود را جوبند اورا یابند اورا جوبند خود را یابند

"اپنے آپ کو تلاش کرتے ہیں تو اس کو پاتے ہیں اس کو (یعنی اللہ) تلاش کرتے ہیں تو اپنے آپ کو پاتے ہیں۔"

اولیاء اللہ اللہ اولیاء ہیچ فرق درمیاں نبود روا

اولیاء اور اللہ کے درمیان تفریق جائز نہیں۔

شہوتِ عام شہوتِ خاص

شہوتِ اخص الخاص واقفاں شہوت مبرا

شہوت عام کثرت اکل و شرب مال و منال جاہ و جلال تفاخر و نخوت غرور و تمتع دنیوی عیش و آرام محبت زن فرزند ذٰلک متاع الحیٰوۃ الدنیا یہ سب ظلمانی حجاب ہیں یہ اہل دنیا کا گروہ ہے۔ شہوت خاص جنت اور حور و غلماں کے شوق میں نماز روزہ کی مشقت کرنا کثرت اوراد و وظائف و نوافل وغیرہ ثواب اخروی کے لیے ادا کرنا نورانی حجاب ہے یہ گروہ اہل عقبیٰ ہے ۔

شہوت اخص الخاص بحصول کشف و کرامات اور غوث و قطب بننے کے

لیے ریاضت کرنا یا مریدوں و معتقدوں کی خدمت سے لطف اندوز ہوں یہ بھی نورانی حجاب ہے مگر بے حجابی کے قریب ہے کیونکہ یہ اہل اللہ کے قریب ہے اور واقف و عاشق شہوت سے بری ہیں نہ ان کو دین و دنیا مطلوب ہے نہ زن و فرزند محبوب نہ حور و قصور مقصود نہ مال و منال جاہ طلب منظور نہ غوثیت کا شوق نہ قطبیت کا ذوق بلکہ شوق و ذوق باطنی و سوز و گداز عشق و محبت و اشتیاق وصول الی اللہ درکار ہے اور کچھ نہیں تو ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے

یہ سچ ہے طالب و مطلوب میں پردہ نہیں ہوتا

انہی لوگوں پر لا فرق بینی وبینه صادق آتا ہے اور اذا تم الفقر فهو الله "فقر کی انتہا اللہ کا وصال ہے" والا یہ گروہ ہے انسان اپنے اندر ان کیفیتوں کو دیکھے کہ میری کیا حالت ہے اور سمجھے ترک شہوت کی طرف متوجہ ہو جائے اور قلة الطعام و قلة المنام و قلة الكلام و قلة الصحبة مع العوام کم کھانا، کم سونا، کم بولنا عوام کے ساتھ کم ملنا" پر کاربند ہو جائے تاکہ بآسانی درویش بن سکے اللہ توفیق دے۔

ایمان تقلیدی ایمان استدلالی

ایمان تشہدی ایمان اتصالی

اصلیت سے بالکل بے خبر ہو اور کسی کے کہنے سے عمل کرے تو یہ

ایمان تقلیدی کہلاتا ہے۔ احادیث شریف و قرآن حکیم میں سے بعلم خود دلائل کا ثبوت رکھتا ہو تو یہ ایمان استدلالی ہے اپنے ایمان کامل وصفائی قلب و روح کے وانعام الٰہی سے و مشاہدہ سے ثابت ہو جائے تو یہ ایمان تشہدی ہے اور وصالی کو صاحب وصال جانئے۔

ہر کہ را خبر شد خبرش باز نیامد
جس کو خبر ہوئی اس کی خبر واپس نہیں آتی۔

علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین

ایمان تقلیدی کے ساتھ اہل علم یقین نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے تو جب بذریعہ علم کے یقین حاصل ہوا جیسے کہ ایمان استدلالی تھا تو یہ علم الیقین ہے اور اگر مشاہدہ کے ساتھ علم حاصل ہوا جیسے کہ ایمان تشہدی تھا تو یہ عین الیقین ہے اور جب نوبت وصال کو پہنچے تو وہ حق الیقین ہے کیونکہ پہلی دونوں قسموں میں فرق ہو سکتا ہے مگر اس تیسری قسم میں فرق نہیں ہو سکتا۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ سننے والا دیکھنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا"

بقا در صفات۔ فنا در گزر۔ تنہائی با خدا۔ رفیقی با خضر

فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد درجہ

فنافی الصفات ہے یہ درجہ حقیقت ہے جو تفصیلاً تحریر ہو چکا ہے۔ بقاو فنا میں بڑا فرق ہے بقا یہ ہے کہ بحالت ہوش و حواس احکام شرعی پہ کاربند ہونا اور صفات خداوند تعالیٰ کہ جو ۹۹ اسماء سے متعلق ہیں ان کی تلاوت و تصوّر کرنا اور بقدر ضرورت و بطریق جائز فکر خور و نوش وغیرہ کرنا بقاو فنا مثل موت و زندگی کے ہیں کہ ساری فکریں زندگی کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں اور مرنے کے بعد وہ تمام فکروں سے آزاد ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس جب انسان ...... موتوا قبل ان تموتوا ہو گیا اور صفات ذات باری میں فنا ہو گیا تو اس کو کیا فکر ہے اور کیا ہوش ہے۔ یہ فنافی الصفات اور بقاء صفات یہ ہے کہ بحالت ہوش گوش صفات اپنے اندر تصور کرے ان اوصاف کو اپنے اندر دیکھے اور فنا در گزر اور بقا در گزر یہ ہے کہ جو چیز دیکھے یا جدھر خیال کرے تو ہمہ اوست کے علاوہ کچھ نہ دیکھے اور نہ سمجھے تنہائی باخدا یہ ہے کہ ہمہ وقت خالق کل و اصل کل ہو کسی وقت جدا نہ ہو اور سوائے ذات باری کے وہم گمان میں کسی دوسرے کا دخل نہ ہو۔ اور رفیقی با خضر کہ جس کے پاس بیٹھے جو ملے اس کو بزرگ جانے مثل خضر سمجھے کسی کو بنظر حقارت نہ دیکھے ظن المومنین خیراً "مومنوں کے حق میں بہتر خیال رکھے" پر عمل کرے۔

ایمان۔ عقل۔ صبر۔ عمل صالح

مذکورہ بالا چار درنایاب انسان کامل کی ذات میں ہیں ان دروں کے چار دشمن ہیں حسد۔ دشمن ایمان۔ غضب دشمن عقل۔ طمع دشمن صبر غیبت دشمن عمل صالح تو ہر انسان کو لازم ہے کہ اپنے ان

موتیوں کی حفاظت کرے۔ غضب سے حسد پیدا ہوتا ہے اور غضب پیدا ہوتا ہے۔ طمع سے اور طمع پیدا ہوتی ہے۔ محبت دنیا سے اور غلبت پیدا ہوتی ہے۔ صحبت بد سے تو نتیجہ نکلا کہ طمع اور صحبت سے پرہیز اشد ضروری ہے تاکہ یہ گوہر کمیاب معدن قلب و روح میں محفوظ رہیں اور دشمن چوروں کی دسترس سے محفوظ ہوں اور اگر حفاظت نہ کی اور غارت ہو گئے تو دین و دنیا دونوں برباد ہو گئے اب اللہ حافظ۔

مال وزر۔ جان۔ آبرو۔ ایمان

مذکورہ بالا چار چیزیں ہر انسان کو عطا فرمائی گئی ہیں۔ شریف ذلیل۔ مسلم و کافر۔ جاہل و عالم مفلس و رئیس کوئی بھی ہو یہ چیزیں اس کے پاس ہوں گی چاہے کسی قوم ملت و مرتبہ و حیثیت کا آدمی ہو۔ مال کم سے کم ایک پیسہ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں سب کے پاس ہے اور جان بھی تا زیست سب کے پاس ہے۔ اپنی قوم میں چمار و خاک روب بھی آبرو رکھتے ہیں۔ بدکاری و مال کا غضب کرنا کسی مذہب و ملت میں جائز نہیں۔ سب بے ایمانی جانتے ہیں تو ایمان بھی کچھ نہ کچھ سب کے پاس ہے۔ خوف و ہلاکت جان ہو تو مال خرچ کرتے ہیں جان بچالیتے ہیں۔ اور اگر عزت و آبرو کا معاملہ ہو تو جان و مال خرچ کرکے آبرو بچالیتے ہیں اور اگر ایمان کا نمبر آجائے تو جان و مال و آبرو خرچ کرکے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں ایمان کا نقصان نہیں ہونے دیتے اب زمانہ برعکس ہے چمڑی جائے دمڑی نہ جائے، جان جائے آبرو جائے جائے ایمان جلے جاتے لیکن مال نہ جائے یہ سب نفس و ابلیس کی تلبیس ہے ورنہ ایمان پر سب

کچھ قربان و نثار کیا جاتا ہے ایمان کے مقابلہ میں کوئی شے عزیز نہیں ہوتی کیونکہ ایمان دونوں جہانوں میں کارآمد ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ملفوظات

حضرت سراج السالکین مولانا شاہ محمد نبی رضا رحمۃ اللہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَسَلَّمَ۔ الاوّل ھو اللہ والاخر ھو اللہ الظاھر ھو اللہ والباطن ھو اللہ قبل کل شیئ ھو اللہ و بعد کل شیئ ھو اللہ التوفیق والرشاد من اللہ تعالیٰ شانہٗ وجلّ برھانہٗ

اَمَّا بَعۡدُ

بعض کلمات طیبات از ارشادات اعلیحضرت مرشدی و مولائی سراج السالکین سلطان العارفین والعاشقین رئیس الملت والدین سیدنا و مولینا شاہ محمد نبی رضا رضی اللہ عنہ روحی فداہٗ و قلبی فداہٗ بروایت الحاج الشاہ مرشدی صوفی محمد حسن شاہ رضی اللہ عنہ و سیّدی صوفی محمد اشفاق حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بروایت حضرت مولانا الشاہ صوفی عنایت حسین رضی اللہ عنہ بعرض عمل در آمد برادران طریقت و مریدان راسخ الاعتقاد سنی حنفی چشتی قادری ابو العلائی جہانگیری

کے واسطے احاطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ خداوند کریم عمل کرنے کی مجھ عاصی کو اور سب کو بہ تصدق آقائے نامدار تاجدار دو عالم باعث ایجاد کائنات حبیب خدا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم توفیق نصیب کرے۔ آمین۔ راقم خاکپائے اولیاء واصفیاء۔ مرشد کے کرم کا محتاج محمد اوّل شاہ عفی عنہ رضائی جہانگیری قادری چشتی ابوالعلائی۔

چونکہ جناب رسالتمآب حضور سرور کائنات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث بہ رسالت ہونے کے بعد جس طرح تمام مذاہب اور ملتوں کی تنسیخ ہو چکی ہے اسی طرح فقیری کا بھی کوئی راستہ خدا تک پہنچنے کا سوائے راہِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باقی نہیں ہے۔ دوسرے مذاہب کی فقیری کا فائدہ عالم ناسوت کے سوا عالم غیب میں کچھ حاصل نہیں اور اسلام جوگیوں کی نجات کا قائل بھی نہیں ہے بغیر اقرار لسانی وتصدیق قلبی رسالت رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نجات کا کسی انسان کے واسطے کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ پس انسان کو لازم ہوا کہ دین اسلام اختیار کرے۔ اوّل اقرار لسانی وتصدیق قلبی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کہے پھر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جملہ ارکانِ اسلام کا پابند رہے اور طریقہ و تقلید مذہب سنی حنفی ائمہ اربعہ اختیار کرے۔ مذاہب اربعہ

برحق ہیں مگر میرا اور میرے بزرگانِ عظام کا حنفی مذہب ہے۔ اس مذہب میں افراط و تفریط کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اس لیے اسی گروہ سے اولیاء اللہ ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے اور جس قدر فرقے مذاہب اربعہ حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی کے علاوہ اسلام میں ہو گئے ہیں وہ سب افراط و تفریط سے پُر ہیں اور ان میں حسد کا مادہ موجود ہے اس لیے اولیاء کرام ان میں نہیں ہو سکتے ہیں وہ بے ادب و گستاخ ہیں راہِ ہدایت سے بہت ہٹے ہوئے ہیں۔ اللہ توفیقِ ہدایت دے آمین۔

پیری مُریدی

چونکہ تمام مذاہب اس پر متفق ہیں کہ سب سے اعلیٰ مقصد معرفتِ الٰہی ہے۔ جو حکماء و فلاسفر و علماء ظواہر کو استدلال سے اور صوفیائے کرام اور فقراء کو کشف و خوب سے حاصل ہوتی ہے۔ کشف بمعنی انفصال و اتصال یعنی خدا کا ظہور اُن کو نظر آتا ہے مطلب یہ ہے کہ خدا کی محبت ان پر غالب آجاتی ہے اور دنیاوی علاقوں کا تعلق خدا کے تحت حکم اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کے ساتھ رہتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تک مسلمان کو تمام تعلقات ماں باپ زن و فرزند مال و منال وغیرہ سے زیادہ ہماری محبت نہ ہو وہ کامل ایمان دار نہیں ہو سکتا۔

ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ

میں نے انسان اور جنات کو صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

اس آیت شریفہ کی تفسیر و قرآت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بجائے (اِلَّا لِیَعْبُدُوْن) کے (اِلَّا لِیَعْرِفُوْن) بھی پڑھا ہے اور عبادت کو معرفت کا ذریعہ بتلایا ہے۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

آسمان امانت کا بوجھ نہ اُٹھا سکا تو قرعہ فال کی مجھ دیوانے انسان کے نام نکال دی۔

یعنی معرفت خداوندی کی استعداد سوائے حضرت انسان کے اور کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہے اور پیدائش انسان سے اصل مقصدِ باری تعالیٰ حصول و معرفت خداوندی ہے۔

حصول و معرفت خداوندی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا

معرفت نفس اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے کہ خودی کو مٹائے اور انانیت دور ہو جائے۔

پاک کن رنگ خودی از خویشتن

تا ز خود بینی جمال ذوالمنن

اپنے آپ سے رنگِ خودی دُور کر تا کہ رب ذوالجلال

کا جمال اپنے اندر نظر آئے۔
کسی نے کہا ہے:

دیکھ اپنے آپ کو بھائی
خود تماشہ ہے خود تماشائی

سدِ خود را از راہ خود دور کُن
از وصالش جان و دل مخمور کُن

خودی کی رکاوٹ کو اپنے راستہ سے نکال دے۔
اور اس محبوب کے وصال سے دل و جان کو مخمور کر لے۔

خودی مٹانے کی ترکیب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

قال را بگزار مرد حال شو
پیشِ مردِ کاملے پامال شو

قال "زبانی جمع خرچ" کو ترک کر کے صاحبِ حال ہو جا۔ کسی شیخ کامل عارف کی قدم بوسی کر کے پامال ہو جا۔

اور فرماتے ہیں:

گر تو کردی ذاتِ مرشد را قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

اگر تو نے مرشد کی ذات کو قبول کر لیا تو خدا اور رسول کا نور تیری ذات میں روشن و تاباں ہو جائے گا۔

حضرت آقائے نامدار تاجدار دو عالم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علاوہ تعلیم علوم ظاہری کے معرفتِ خدا (بذریعہ کشف) کے لیے نسبتِ عشقیہ صحابہ کرام میں ودیعت فرمائی تھی۔ اسی نسبت کے اثر سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صحابہ کرام پروانہ وار نثار تھے۔ اور خودی یعنی انانیت کو فراموش کر دیا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس شعر کے موافق عملدرآمد تھا:

تمہیں دیکھا کیے دیکھا کریں گے عمر بھر تم کو
ہماری ابتدا تم ہو ہماری انتہا تم ہو

وہی نسبتِ عشقیہ صحابہ کرام سے منتقل ہو کر پیرانِ سلاسل کے ذریعہ سے سلسلہ بہ سلسلہ چلی آتی ہے اور قیامت تک برابر منتقل ہوتی رہے گی۔

معرفت کیا ہے۔ کثرت سے وحدت کی طرف رجوع کرنا اور سمجھ لینا۔

قانون قدرت کا منشا ہے کہ جس طرح ابتدائے ظہور کے لیے خداوند عالم نے اول نور احدیت سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص فرمایا گویا ایک سے دو ہوئے، اور پھر نورِ

ارادت وعقیدت کے ساتھ مرید ہونے کے بعد توجہ شیخ سے نسبت عشقیہ منتقل ہو کر مرید کے قلب میں حسب استعداد داد و محبت الٰہی پیدا ہو جاتا ہے۔ درد سے فرد اور فرد سے فرد الافراد بن جاتا ہے۔

مولانا عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

کفر کافر و دین دین دار را
ذرہ درد دل عطار را

مذکورہ بالا ضرورتیں بلا پیر اختیار کیے ہوئے پوری نہیں ہو سکتی ہیں بہر حال نسبت عشقیہ بغیر پیر کے مرید کو نہیں مل سکتی تو جب تک مرید میں عشق نہ ہو وہ صرف رسمی مرید ہے طریقت میں اس کا رشتہ مستحکم نہیں ہو سکتا تو ایسے رسمی مرید کو اختیار ہے اگر ایک جگہ تسلی نہ ہو تو دوسری جگہ تیسری جگہ بیعت حاصل کرے۔ جس جگہ تسکین و اطمینان ہو اور دل بھی اس کی طرف جھکتا بیعتیں بیعت مصافحہ شمار ہوں گی کیونکہ مومن کا دل مثل صدف (سیپ) کے ہے جبتک آب نیساں کا قطرہ صدف میں نہیں پہنچتا ہے۔ صدف ہو وہیں پر بیعت ہو جائے تو یہ بیعت طریقت ہو گی اور پہلی بیعتیں بیعت مصافحہ صدف میں نہیں پہنچتا ہے۔ صدف بے قرار رہتی ہے اور جب آب نیساں کا قطرہ صدف میں پہنچ جاتا ہے تو اس کو سکون و اطمینان ہو جاتا ہے اور موتی بنانے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ (مومن کا دل صدف ہے) توجہ شیخ و انتقال نسبت آب نیساں ہے جس سے حسب استعداد و ظرف

و لیاقت طالب کے انوار و تجلیات الٰہی کے موتی کی پیدائش ہو جاتی ہے۔ اور کشود کار کے لیے رحمت الٰہی شامل حال ہو جاتی ہے۔

آدمی را دو بار زادن در جہان
اولاً از صلب والد پس اداں از قلب رازداں
از آب صلبی شہادت ہائے ظاہر حاصل است
وز آب قلبی مراتب ہائے باطن و اصل است

عوام الناس بھی اگر کسی صاحب نسبت پیر سے رشتہ مریدی جوڑ لیں تو ان کو بھی بڑے فائدے کی اُمید ہے۔ وہ بھی سلامتی ایمان کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و پیروی و رضامندی میں اپنی عمر دنیا میں گزار کر جوارِ رحمتِ الٰہی میں جگہ پائیں گے۔ سوائے اس ترکیب کے جو نسبتی پیرانِ عظام سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس کشمکش اور پرفتن زمانہ میں افراط و تفریط سے بچنا اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت واتباع و پیروی میں قائم رہنا اور خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضامندی کے ساتھ عمر ناپائیدار گزارنا اور صحیح و سلامت ایمان ساتھ لے جانا سخت دشوار ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو ہمارے آقا و مولا تاجدار عرب و عجم باعثِ ایجاد عالم محبوب خدا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کے قدموں پر مرمٹنے کی توفیق نصیب کرے اور قدم بقدم پیروی نصیب کرے۔ آمین

محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کثرت یعنی اٹھارہ ہزار عالم ظہور میں آئے۔ اب کثرت سے وحدت کی طرف اسی طرح رجوع ہو سکتا ہے کہ اوّل پیر کامل کو اختیار کرے پھر ظاہر و باطن اتباع و پیروی پیر میں غایت درجہ منہمک ہوکر اور اوصاف ظاہری سے متصف ہو کر خودی انانیت یعنی اپنے کو بھول جائے گا۔ اور حقیقتاً ایک ہی ہو جائے گا۔

سمایا ہوا کچھ نہیں میں ہے سب کچھ
ارے کچھ نہیں ہو کے دیکھو خدا کو

مولانا روم فرماتے ہیں؛

گر تو کردی ذاتِ مرشد را قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

اگر تو نے مرشد کی ذات کو قبول کر لیا تو خدا اور رسول کا نور تیری ذات میں روشن و تاباں ہو جائے گا۔

ابتدا میں جب مرید کو پیر سے عشق محض خدا رسیدگی کے لیے پیدا ہوگا تو مرید کہنے لگے لگا کہ ایک تو میرا پیر ہے اور ایک میں تیرا مرید ہوں دوسرا کوئی نہیں ہے۔ ترکیب مرتبہ ولایت پر فائز ہونے کی ہے۔ بغیر عشق کچھ نہیں بنتا

از محبت نار نوری می شود
از محبت دیوی حوری می شود

شمار قبلہ جات

۱۔ قبلہ شاہاں بود تاج و کمر — قبلہ ارباب دنیا سیم و زر

بادشاہوں کا قبلہ تاج و تخت — دنیا داروں کا قبلہ سونا چاندی

۲۔ قبلہ صورت پرستاں آب و گل — قبلہ معنی شناساں جان و دل

حسن پرستوں کا قبلہ پانی اور مٹی — معنی جاننے والوں کا قبلہ جان اور دل

۳۔ قبلہ زہاد محراب قبول — قبلہ بد سیرتاں کار فضول

زاہدوں کا قبلہ قبولیت کی محراب — بدوں کا قبلہ بدکاری بیکار کام کرنا

۴۔ قبلہ تن پروراں خواب و خورش — قبلہ انسان بدانش پرورش

جسم پالنے والوں کا قبلہ کھانا سونا — انسانوں کا قبلہ عقلوں کی پرورش

۵۔ قبلہ عاشق وصال بے زوال — قبلہ عارف جمال ذوالجلال

عاشقوں کا قبلہ اللہ تعالیٰ کا وصال (فنا فی اللہ) عارفوں کا قبلہ دیدار باری تعالیٰ

۶۔ قبلہ اصحاب منصب مال و جاہ — قبلہ اہل سلوک اسباب راہ

سرداروں کا قبلہ مرتبہ منصب مال و دولت۔ سالکوں کا قبلہ زاد راہ (راستہ کا سامان)

۷۔ قبلہ حرص مائل باشد ہوا — قبلہ قانع توکل بر خدا

حریصوں کا قبلہ ہوا۔ خواہش نفس ہوائیں۔ متوکلوں کا قبلہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

غرض کہ

انسان کی ہر ایک چیز کا ایک قبلہ ہے کہ وہ چیز اس قبلہ کی طرف

توجہ رکھتی ہے۔ بدن کا قبلہ کھانے پینے دیکھنے سننے وغیرہ کی چیزیں ہیں جن سے حواسِ خمسہ لذت پاتے ہیں اور نفس کا قبلہ دنیائے غدار اور زینتِ وحسنِ ناپائیدار۔ دل کا قبلہ آخرت۔ رُوح کا قبلہ قرب اور ذوق وشوق محبت ہے۔ قبلہ سر توحید و معرفت ربانی اور کشف حقانی اور اطلاع معانی۔ تو ہر شخص ایک ایک طرف متوجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کہ اے موحدو تم ہمارے واسطے رہو اور ہم سے منہ نہ پھیرو قُلِ اللہ۔ اللہ کہو ان کے باب میں شاہد ہے۔

جز یاد تو نام از دل ناشاد برفت
وز سینہ ہوائے گل وشمشاد برفت

دل ناشاد سے تیری یاد کے سوا سب کچھ محو ہو گیا۔ دل سے چمن پھول وشمشاد کی خواہش ختم ہو گئی۔

مستغرق ذکرِ ذکر چنانم کہ دگر
در ذکر توام ذکرِ تو از یاد برفت

میں ذکر میں ایسا غرق ہو گیا ہوں تیرے ذکر میں ہوں تیرا ذکر یاد سے محو ہو گیا۔

شریعت: اسلام کی شرطوں کا بجالانا۔ ارکان۔ اوامر۔ نواہی۔ پر عمل پیرا ہونا۔

طریقت: بندگی کا طوق گلے میں ڈال لینا۔

حقیقت: بندگی کا طوق ڈال کر اس پر قناعت کرنا اور رضا و تسلیم کا مجسمہ ہونا اور توکل بخدا ہونا۔

معرفت: خدا کے ساتھ مستغرق رہنا اور اس کی رضا جوئی کا ہر وقت خیال رکھنا معرفت ہے۔

شریعت

شریعت اس راستے کو کہتے ہیں جس پر عمل درآمد ہونے سے مسلمان، مومن و متقی بنتا ہے۔ وہ بات شریعت اسلام کے پانچ رکنوں پر یعنی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اقرار و تصدیق کلمہ شہادت پر مضبوط و قائم ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔
شریعت طریقت کا دروازہ ہے۔ جو شریعت کا عامل نہیں ہوتا اس کو طریقت کا راستہ ہاتھ آنا مشکل ہے۔ شریعت مثل فتویٰ کے ہے۔ طریقت مثل تقویٰ کے ہے۔ اسلام میں تہتّر فرقے غلط فہمیوں و خود غرضیوں سے ہو گئے ہیں۔ ان میں ایک فرقہ نجات پانے والا ناجی۔ باقی گمراہ بے دین۔ یوں تو سب مدعی اسلام و ہدایت ہیں۔ ہر ایک اپنے کو ناجی ہی کہتا ہے۔ مگر ناجی فرقہ اہلِ سنت و جماعت ہی ہے۔ اس کے لیے صرف اتنی بات ہی کافی ہے تفصیل میں جانے کی ضرورت ہی نہیں

اس فرقہ اہلِ سنت کے علاوہ کبھی کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اولیاء کرام ہمیشہ اہلِ سنت و جماعت کے اندر ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے کیونکہ یہی فرقہ جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے زمانہ سے اب تک اسی طرح احکام باری تعالیٰ کی پیروی کر رہا ہے۔ اس فرقہ میں دیگر فرقوں کی طرح افراط و تفریط کو دخل نہیں ہے۔

طریقت

طریقت اُس راستہ کا نام ہے جس راستہ سے اولیاء کرام اپنے پیرانِ عظام کی پیروی کرتے ہوئے قربِ رب سے مشرف ہوئے ہیں۔ اس راستے پر چلنے والے بھی چند فرقہ ہیں مثلاً قادری۔ چشتی۔ صابری۔ سہروردی۔ نقشبندی وغیرہ۔ طالبِ صادق جس طریقہ و سلسلہ سے چاہے خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ اگرچہ بزرگان سلف نے کئی کئی طریقوں سے فیضان حاصل کیا ہے۔

(اہلِ طریقت یعنی سالک کی چار قسمیں ہیں)

قسم اوّل (سالک) قسم دوم (مجذوب)

قسم سوم (مجذوب سالک) قسم چہارم (سالک مجذوب)

۱۔ **سالک** وہ ہے جو اپنے ارادہ ظاہری کو باطن کی طرف توجہ کرے اس کو طالب ارادت اور سلوک کہتے ہیں۔ تو جو شخص اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہو جائے بس وہی سالک ہے۔ اور سالک لطیفہ قلبی کا ہوا۔

۲۔ **مجذوب** وہ ہے جو مقام سکر میں پہنچ کر فنا حاصل کرے وہ صاحب لطیفہ سرّ ہوتا ہے۔

۳۔ **مجذوب سالک** وہ ہے جو پہلے فنا ہو کر بقا حاصل کرے اس کا لطیفہ خفی ہوتا ہے۔

۴۔ **سالک مجذوب** وہ ہے جو پہلے بقا حاصل کر کے فنا کے مقام پر پہنچے۔ اس کا لطیفہ اخفیٰ ہوتا ہے۔

(طالبانِ حق تین قسم کے ہوتے ہیں)

۱۔ عباد اخیار ۲۔ زہاد ابرار ۳۔ عشاق شطار

۱۔ **عباد و اخیار** مدتوں میں واصلِ مراد ہوتے ہیں۔

۲۔ **زہاد و ابرار** ان سے کچھ جلدی اور عشاق و شطار اور ذات پروردگار میں کوئی پردہ ہی نہیں۔ اس کو یہ مقام طرفۃ العین میں حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عاشقوں کے لیے توقف روا نہیں رکھا جاتا ہے ان کے سامنے بے پردہ ہی ہونا پڑتا ہے۔

طریقت شرع شریف سے بالکل خلاف نہیں ہے لیکن

بیوقوف ناسمجھ لوگوں کو طریقت شریعت کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔
ہاں البتہ مسائل طریقت بمقابلہ شرح شریف زیادہ ادق ہیں۔ مثلاً
کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے اپنے خیالات خانگی کو دل میں جگہ
دے تو اہل شریعت اس پر کچھ اعتراض نہیں کرتے مگر اہلِ
طریقت کہتے ہیں ؎

زباں در ذکر و دل در فکر خانہ
چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ

زباں ذکر میں اور دل گھر کی فکر میں اس پنج وقتہ نماز
سے کیا فائدہ ہے۔

تو ایسا نمازی اُن کے نزدیک سراسر نقصان میں رہا۔ نماز
مقبول نہیں سمجھی جائے گی کیونکہ اس نماز کا خدا وہی چیز
ہوگی جس کا خیال رہا۔ لہذا حضوری قلب سے جب ہی نماز
پڑھی جا سکتی کہ اس کو شیخ کامل سے نسبت عشقیہ حاصل
ہو اور جب ہی نماز کا لطف ہے۔ اور اسی نسبت سے
سب کام دنیا و آخرت و طلب مولٰی کے حاصل ہو
جاتے ہیں۔

حقیقت

حقیقت انبیاء علیہ السلام کے دل پر وارد ہوتی تھی

اور وہ مشاہدہ فرماتے تھے اب اسی طرح اولیاء کرام کے قلوب پر وارد ہوتی ہے اور وہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ حقیقتِ انسانی ۲۔ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ حقیقتِ حق۔

۱۔ **حقیقت انسانی**: حقیقتِ انسانی ایک اسم بامسمیٰ ہستی کا نام ہے۔

۲۔ **حقیقتِ محمدی**: حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم تعین اوّل کو کہتے ہیں۔ یعنی جان لینا اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات صفات اور کل موجودات کو بطور اجمال یعنی اکٹھا ہے۔ جس سے ایک دوسرے میں فرق نہ معلوم ہو اور اس مرتبہ کا نام وحدت بھی ہے۔

۳۔ **حقیقت حق**: حقیقت حق وہ ہستی ہے کہ عین ذات مطلق ہے۔ تو سب سے مقدم حقیقت انسان ہے اگر انسان اپنی حقیقت سے خبردار ہو جائے تو اس کو حقیقت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حقیقتِ حق حاصل کر لینا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔

ہوئیں گر اپنی حقیقت سے خبیر
ہوویں ہم دونوں جہاں میں بس امیر

لہٰذا ہم کو سب سے پہلے اپنی ہی حقیقت معلوم کر لینی چاہیئے
سو ہماری حقیقت۔ حقیقت انسان سے صاف ظاہر ہے کہ
ہم ایسے اسم بامسمیٰ نیستی ہیں کہ اس کی ہستی کا وہم دگمان بھی
بالکل باطل ہے۔ جب ہم نے یہ جان لیا تو حقیقت محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم دحقیقت حق پوشیدہ نہیں رہتی۔

دیکھ اپنے آپ کو بھائی
خود تماشہ ہے خود تماشائی

یعنی اے طالبِ صادق تو اپنی ہستی میں آپ غور کر کے
دیکھے تو تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ تیری ہستی فی الواقعہ نیستی
ہے۔ اور تو ایک تماشہ دیکھنے والا ہے اور تماشہ ہے تیری
دنیاوی ہستی کے تماشے۔ تیرا بے قدرت ہونا۔ تیرا بے
ارادہ ہونا۔ جاہل ہونا۔ اندھا ہونا۔ بہرا ہونا۔ گونگا ہونا۔
مرجانا وغیرہ تیری دنیاوی ہستی کے دیگر تماشے۔ باقدرت
ہونا۔ با ارادہ ہونا۔ عالم ہونا۔ بینا ہونا۔ سامع ہونا۔ متکلم ہونا
زندہ رہنا۔

چھوڑے ہستی نہ اپنی جب تک تو
تجھ پر ظاہر نہ ہوگا رازِ ہو
الآن کما کان نشناسی تو کہ چیست
تا موتوا قبل ان تموتوا نشوی

ترجمہ جیسا تھا ویسا جب تو پہچانے
موت سے پہلے ہو تو مردہ خو

اور خطرات ماسوا اللہ کو دل میں جگہ نہ دے۔ تو الآن کما کان کا مطلب بھی سمجھ میں آجائے گا اور جب یہ سمجھ میں آگیا تو حقیقت بھی منکشف ہو گئی کما قال اللہ تعالیٰ سَنُرِيهِمْ آيٰتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم ان کو اپنی نشانیاں اس جہان میں اور ان کے نفسوں میں ظاہر کر کے دکھلا دیں گے تاکہ ان پر حقیقت حق مخفی نہ رہے۔ مسائل حقیقت بھی مسائل طریقت کی طرح شریعت کے خلاف تو نہیں مگر دشوار ضرور ہیں۔ مثلاً نمازی کے دل میں خطرات ماسوا آجائیں تو شریعت میں اس کی نماز ہو گئی مگر طریقت میں نہیں اور حقیقت میں کچھ خیالات ماسوا سے نماز نہیں بگڑتی بلکہ اپنی ہستی کا خیال لانا بھی نماز کو باطل کرتا ہے۔

معرفت

صورت میں پہچاننا ذات وصفات الٰہی جیسا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ سے واضح ہے مگر معرفت بغیر علم کے دشوار اور علم بے معرفت بیکار۔

معرفت نفس

جاننا چاہیئے کہ نفس دو معنی پر محمول ہے:۔
اوّل تو کسی چیز کی ذات وحقیقت سے مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شے بذاتہٖ بنفسہٖ قائم ہے۔
دوم نفس ناطقہ۔ جس کو روحِ طبعی کہتے ہیں۔
رُوح کی تین قسمیں ہیں:۔
رُوح اوّل: رُوح مقیم جو مرتے وقت نکلتی ہے۔ جس کو رُوح رواں بھی کہتے ہیں۔
رُوح دُوُم:۔ رُوح مسافر (سیلانی) جو سوتے وقت نکلتی ہے۔
رُوح سوم:۔ رُوح امین جو بعد مردن آدمی کے ہمراہ رہتی ہے اور وہ مجموعہ خلاصہ لطائف اجزاء اور ترکیب بدن کا ہے۔
اور وہ نور جوان ارواح پر فائز ہوتا ہے رُوح انسانی کہلاتا ہے۔ پس اس نور کے ساتھ الہام غیبی وارد کیا کرتے ہیں۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَ نَفۡسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَ تَقۡوٰىهَا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ۝ وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا۔
(شمس ۷۔۳۰ ع ۱ ۱۵)
اور جان کی اور اس کی جس نے اُسے ٹھیک بنایا۔ پھر اس کی

بدکاری اور اس کی پرہیز گاری دل میں ڈالی۔ بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا۔ اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔

صفاتِ نفس

نفس امارہ چونکہ معدن صفات شر ہے مکر و فریب سے خواہشات و شہوات کو مائل بشر کرتا ہے تو یہ شرارت نفس بغیر تزکیہ و مجاہدہ کثیرہ اور بغیر عشق الٰہی کے دُور نہیں ہو سکتی۔ یعنی جس شخص میں کفر و شرک، شہوت و حرص، عجب و تکبر وغیرہ صفات ہوں تو ایسے شخص کو معرفتِ نفس حاصل نہیں ہو سکتی اور جس شخص میں محبت الٰہی اثر کر گئی ہو جو سراسر خیر ہے تو ایسے شخص کو معرفت نفس حاصل ہوتی ہے۔ بعدہٗ معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے جو افضل و برتر و نافع تر معرفت نفس انسانی کے ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

معرفتِ رُوح

معرفت رُوح کی تعریف کلامِ الٰہی سے یوں ثابت ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے سوال کرتے ہیں روح کیا ہے

تو کہہ دو کہ ہمارے رب کا حکم ہے" نیز سمجھ لینا کہ رُوح لطیفہ ہے محل محبت الٰہی کا بس یہی معرفت رُوح ہے۔

معرفت قلب

دل لطیفہ ہے محل معرفتِ الٰہی کا۔ نیز دل معدن ہے جمال ازلی کا۔ اوصاف دل حد بیان سے خارج ہیں۔ دل کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ وہ دریائے معرفت میں ادنیٰ توجہ سے غوطہ لگا جاتا ہے۔

معرفت عقل عقل ترجمان رُوح ہے معرفت سرّ

سرّ لطیفہ ہے۔ محل ہے۔ مشاہدات و تجلیات الٰہی کا بعض کے نزدیک سر جملہ اعیان سے نہیں ہے بلکہ جملہ معانی ہے۔ تسلیم کرتے ہیں۔ اس سے مراد ایک حالِ پوشیدہ ہے۔ یہاں عبد و معبود کے کہ کوئی دوسرا اس پر مطلع نہیں ہو سکتا۔

معرفتِ خاطر

یہ تمیز اور تحصیلِ علوم سے ہے دریافت کرنا فوائد اور عوائد زوائد۔ دقائق۔ حقائق وغیرہ کا۔ وہ شخص عارِف کب ہوگا جس میں یہ اوصاف نہ ہوں۔ اے طالبِ صادق معرفت فنا فی اللہ ہوئے بغیر نہیں ہو سکتی اور فنایت کے بارے میں حضرت مولینا روم فرماتے ہیں:

گر تو کردی ذات مرشد را قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

"اگر تو نے مرشد کو قبول کر لیا تو اللہ اور اس کے رسول کا نور تیرے دل میں منور ہو گا۔"

دوسری جگہ فرماتے ہیں،

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستِ نہ باید داد دست

"بہت سی مرتبہ شیطان انسانی روپ میں آتا ہے تو ہر کس و ناکس کے ہاتھ پر (بغیر آزمائے) بیعت مت کر۔

ہیں بشکل آدمی شیطان بھی
ہاتھ میں ہاتھ ان کے مت دے اے اخی

تصویر کا دوسرا رُخ، جاننے والے اپنی اصل

سے انجان نہیں ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہماری اصل ایک نطفہ ناپاک سے ہے اور ہم ایک کرم (جرثومہ) منویہ سے تدریج صورتِ انسانی میں پہنچتے ہیں۔ اور ہمارا جسم ان چار اشیاء۔ ہوا۔ پانی۔ خاک۔ آگ سے مرکب ہے جو آپس میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے ان کو متفق و متحد بنایا ہے اور ان کی نا اتفاقی اور باہمی خصومت

ہماری بیماری و موت کا موجب ہے اور صانع حقیقی نے اپنے نور کی کرن اس تیرہ و تار خاکی پتلے میں ڈال کر اس مردہ جسم کے فانوس کو روشنی حیات سے درخشاں فرمایا ہے۔ جب تک وہ خالق و مالک چاہتا ہے اس فانوس کو روحانی نور سے روشن رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کو گل کر کے گل کر دے اور بزمِ عالم سے علیحدہ کسی اندھیرے یا گور میں رکھ دے۔

عزیزو! ہم کو چاہیے کہ ہم اس کے اس احسانِ بیکراں کے مشکور ہوں۔ اور اس روحانی نور کی قدر کریں۔ اس چراغ نور کے لیے عبادت و ریاضت کا روغن (تیل) مہیا کریں اور ہم اس روحانی نور کی جھلک چشمِ باطن سے اپنے اندر دیکھیں جان و تن میں کوئی بھی پردہ نہیں۔

جب کہ ہم کو اپنے گھر کا روشن چراغ نظر نہ آئے گا تو پھر گھر کی چیزیں ملکوت۔ جبروت۔ لاہوت وغیرہ کا دیکھنا کب ممکن ہے۔

ناسوت

عالمِ موجودات کو کہتے ہیں۔ نیز اس کا نام عالمِ کبیر بھی ہے۔ اور انسان عالمِ صغیر ہے۔ جو کچھ اس عالمِ ناسوت میں ہے وہ سب کچھ اس صانع مطلق نے اس جسم جہاں نما یعنی وجود انسان میں

بھی سب کچھ پیدا فرما دیا ہے جو کل عالم میں ہے گویا انسان اُس عالمِ کبیر کا اجمال ہے۔ مجاہدات و ریاضیاتِ شاقہ سے مقامِ ناسوت اول طے کرنا پڑتا ہے۔ یہ مقام تزکیۂ نفس اور تصفیہ دل سے حاصل ہوتا ہے۔ اسی کو فنا فی الوجود بھی کہتے ہیں۔ اس مقام کے طے ہونے پر طالب کو ایک نور شانہ چپ پر دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ نورِ مرشدِ کامل کی روح کا پرتو ہوتا ہے۔

ملکوت

تمام عالمِ ارواح کا نام ملکوت ہے۔ اس کو عالمِ ملائکہ بھی کہتے ہیں۔ انسان بھی فرشتہ خصائل سے متصف ہو سکتا ہے۔ بلکہ جو قابلیت انسان کو ہے وہ فرشتوں میں بھی نہیں پائی جاتی۔ یہ مقام طالب کو بتوسل اس نورِ شیخ کے فنا فی الشیخ ہونے کے ساتھ طے ہو جاتا ہے۔ علامت اس کی یہ ہے کہ طالب ایک مراقبہ میں عالمِ ارواح کی سیر کر لیتا ہے۔ جب یہ مقام طے ہوتا ہے تو ایک دوسری قسم کا نور۔ بجائے نورِ شیخ اس کو معلوم ہونے لگتا ہے وہ نورِ روح جنابِ سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پرتو ہوتا ہے۔

جبروت

عالمِ ہیبت اور جلال کو جبروت کہتے ہیں۔ اس مقام میں

بتوسل نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالمِ بالا کی سیر ہونے لگتی ہے
طالب آسمانوں کی ہر چیز کو اس نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
معلوم کرتا ہے حتیٰ کہ ذاتِ احدیت تک پہنچ کر مقام فنا حاصل کرتا ہے
یہی مقام فی الرسول کا ہے اور ایک نور بوقلمونی اس کے ساتھ ہو
جاتا ہے۔

لاہوت

فناء ہستی فنا فی الذات باری کو کہتے ہیں۔ اسی کو فنا فی اللہ بھی
کہتے ہیں۔ اس مقام میں طالب اس نور بوقلمون کا گرویدہ بن کر استغراق
و مراقبہ میں بسر کرتا ہے حتیٰ کہ اُس کا ہم رنگ ہو جاتا ہے۔ اس کے
بعد دو مرتبہ یاہیوت و یاہیوت کو طے کرتا ہوا مقام ہاہوت تک
پہنچ جاتا ہے۔

ہاہوت

جب سالک مرتبہ فنا فی اللہ حاصل کرتا ہوا جذب میں گر جاتا
ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اُس کو مقام سکر و سہو سے
نکال کر مقام ہوش و صحو میں پہنچا دیتا ہے یعنی اس کو بقا باللہ کا
مرتبہ حاصل کرا دیتا ہے۔ اور بعض اصحاب سکر سے نکلنا ہی نہیں
چاہتے وہ ہمیشہ مجذوب بنے رہتے ہیں۔ ان سے رشد و ہدایت

کا کام نہیں لیا جاتا ہے۔ بلکہ اصلاح عالم کا کام سالک کے ہی سپرد کیا جاتا ہے۔

ولی

اوّل وہ ولی ہے کہ جو نہ تو اپنے آپ کو خود ولی جانتا ہو نہ اس کو خلقت ولی جانتی ہو۔
دوم وہ کہ اس کو خلقت تو ولی مانتی ہو لیکن وہ خود اپنے کو ولی نہ جانتا ہو۔
سوم وہ کہ خود بھی جانتا ہو اور خلقت بھی مانتی ہو۔ خوارق عادات خوارق از نبی۔ معجزہ۔ خوارق از ولی۔ کرامت۔
عام مومنین سے ہو تو معونت۔ گنہ گار مومن سے ہو تو خیونت ہے۔ کافر سے ہو تو استدراج ہے۔ کرامت ریاضت۔ مجاہد کا میل ہوتا ہے۔ تکمیل رُوح معہ الخیر کا نام کمال ہے۔ روح اشیاء خیر نماز۔ روزہ وغیرہ اتباعِ شریعت ذوق وشوق ومحبت الٰہی سے رُوح مکمل ہو کر انسان کو صاحب کمال بناتی ہے۔

الہام

اس نادر بات کا دل میں آنا جو کبھی دل میں نہ آئی ہو الہام میں اکثر اپنے خیر و شر سے اور دوسروں کے نفع نقصان سے آگاہی

ہوا کرتی ہے۔

جن لوگوں نے راہِ طریقت خود طے کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ منزل مراد تک پہنچنا بغیر وسیلہ نفی و اثبات میسر نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے سالک کو شروع میں لا الٰہ الا اللہ کے ذکر کی تلقین کرتے ہیں تاکہ لا سے تمام اغیار (جو ظاہر ظہور رکھتے ہیں) کی نفی کر کے الا اللہ سے وحدت حقیقی کا ثبوت کرتے ہیں کیونکہ سالک کے لیے ہستی و احساس خودی سے بڑھ کر اور کوئی مانع وصال نہیں ہے۔

ھدایات

مرید کو چاہئیے کہ ہر حال میں صدق اختیار کرے اور شریعت و طریقت کے خلاف حتی الامکان کوئی فعل ظاہر و باطن سرزد نہ ہو۔ اگر خدانخواستہ کوئی لغزش ہو جائے تو نہایت عاجزی کے ساتھ توبہ کرے۔ کیونکہ عاصی بندوں کا یہی کام ہے۔ جو گناہ پر اصرار کرتا ہے اور توبہ نہیں کرتا ہے وہ شیطان ملعون کے زمرہ سے ہے خدا محفوظ رکھے حتی الوسع نماز باجماعت پنجگانہ ادا کرتا رہے۔ فرائض و واجبات کو کسی حال میں ترک نہ کرے۔ باوضو رہنا بہت اولیٰ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کو سلاح المومنین ارشاد فرمایا ہے:۔

مسلمان باوضو نفس و شیطان کے فریب سے محفوظ رہتا

ہے روزہ رمضان پاک بلاعذر شرعی قضا نہ ہوں خدا توفیق دے اور صاحب مال ہو تو بلا توقف حج و زکوٰۃ ادا کرتا رہے۔ کھیل تماشے کے کام اور امرد لڑکوں و نامحرم عورتوں کے قریب نہ جائے۔ ہر جگہ و ہر مکان میں اور دن میں کئی مرتبہ کھانا کھانے کی عادت نہ ہونی چاہیئے۔ کم خفتن۔ کم خوردن۔ کم گفتن کی عادت ہو۔ حتی الامکان نماز جمعہ ترک نہ کی جائے اس کے حسنات و ثمرات بے شمار و متابعت آنحضور سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور یہ روز مومنین کے لیے عید ہے۔ اس روز غسل سنت ہے۔ صداقت کو اپنا شعار بنانا چاہیئے کیونکہ صدیقوں کا بڑا مرتبہ ہے۔ بہر حال اوامر کا پابند رہے اور نواہی سے اجتناب رکھے۔ جھوٹی سچی گواہی و ضمانت میں نہ پڑے۔ قسم کھانے کا عادی نہ ہو۔ راستہ چلنے میں نظر دائیں بائیں منتشر نہ کرنا چاہیئے ہوس و شہرت و حب ریاست و دولت دل میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ محبت و ارادت و تصدیق عقیدت در جناب پیغمبر خدا رسول اکرم و آلِ معظم و اصحاب و ائمہ کرام و اولیاء عظام علیہ الصلوٰۃ و السلام مضبوط رکھے اور ہر کام و ہر مشکل میں ان حضرات کا وسیلہ پکڑے۔ دنیا بقدر ضرورت دنیا نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالی مشروع طریقہ سے باکوشش یا بلاکوشش کے عطا فرمائے تو مستحقوں میں صرف کرے۔

مگر مال میں دل الجھانا نہ چاہیئے اور دنیا طلبی کی طرف زیادہ قدم بھی نہ بڑھانا چاہیئے۔ صبر و توکل اختیار کرے۔ کسب و پیشہ و حرفہ کچھ نہ کچھ ضرور کرنا لازم ہے۔ پھر توکل بخدا رہے۔ ورنہ پراگندگی پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ پراگندگی سے کچھ حاصل نہیں ہے روح کا تعلق کسی دوسری چیز کے ساتھ نہ ہونا چاہیئے۔ قرآن مجید کی تلاوت میں کمال برکت ہے۔ اسباب خانہ داری میں منظم رہنا چاہیئے نفسانی خواہش سے ریاضت کرنا گمراہی ہے وہ سادھو کہلاتا ہے۔ محض عبادت کی نیت سے ریاضت کرنا اولیاء اللہ کا منصب ہے ہر شخص اپنے اپنے پیشہ اور حرفہ میں رہ کر خدا پرستی کرے تو وہ زیادہ مناسب ہے۔ اگر دنیاداری کے لباس میں رہ کر خدا پرستی سچائی کے ساتھ ہو اور مخلوق خدا سے خوش معاملہ ہو اور تصنع و بناوٹ نہ ہو۔ تو وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ نیکوں کے لباس میں دنیا کمانے کی کوشش کی جائے اور جھوٹی باتیں بنا کر مخلوق خدا کو دھوکہ میں ڈالا جائے متانت و بردباری اختیار کرنا چاہیئے۔ شور و شغب جدت و بدعت و بناوٹ سے بچنا چاہیئے۔ ہر گھاٹ کا پانی پینا سخت مضر ہے۔ دوسرے طریقوں کا رنگ روپ اختیار کرنا نہ چاہیئے۔ ہر حالت میں اپنے پیران عظام کی مستقل طور پر پیروی کی جائے۔ ظاہر و باطن میں کچھ فرق نہ کرے۔ سچائی

ہر حال و ہر کام میں سراپا ہونا چاہیئے۔ اہلِ شریعت کے ساتھ محبت کا برتاؤ رکھے۔ کسی فقیر و مولوی سے حجت و مناظرہ و مباحثہ نہ کرے افہام و تفہیم کر سکتا ہے۔ انکساری سے پیش آنا چاہیئے۔ اگر دشمن ہو تو اس کی طرف سے بھی دل میں دشمنی کی بو تک نہ آئے۔ جس قدر میل دوسرے کی جانب سے دل میں پیدا ہوگا اپنا نقصان ہے یعنی کدورت پیدا ہوگی۔ شریعت و طریقت کو ہر آن نگاہ رکھے برتاؤ دنیا کے واسطے شریعت ظاہری اور برتاؤ آخرت کے لیے اپنے پیرانِ طریقت کے اقوال و افعال کی مستقل پیروی ہونا چاہیئے۔ جو مرید اس کے سوا کرے گا اس کے ذمہ دار پیرانِ عظام نہیں۔ غرباء سے انکساری کے ساتھ ملنا چاہیئے۔ مغرور اُمراء سے خودداری سے ملنا چاہیئے۔ نہ ملنا بہتر ہے۔ دینِ اسلام کی خدمت کے لیے امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے۔ دوسروں کو اپنے قول و فعل ظاہر و باطن خلوص و سچائی دیانت و امانت سے نیک کام کرنے اور بُرے کاموں سے بچنے کی رغبت دلانا چاہیئے۔ بندگانِ خدا کا اپنے آپ کو خادم سمجھنا چاہیئے۔ مخدوم بننے کا خیال بھی دل میں نہ آنا چاہیئے۔ اگر کسی خلیفہ کے دل میں بھی مخدوم بننے کا خیال پیدا ہو جائے گا تو ضرور وہ خیال اس کو خرابی میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ اور وہ خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ضرور بن جائے گا۔ مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کی سعی

کرنا چاہیئے۔ اتفاق سے ہر گروہ ہر قبیلہ کی ترقی ہوتی ہے۔ نفاق تنزلی کا پیش خیمہ ہے۔ اتفاق پیدا کرنے کی اعلیٰ ترکیب یہ ہے کہ ہر شخص اپنے کو دوسروں کے مقابلہ میں چھوٹا سمجھتا رہے ہر شخص سے بہترین اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ انکساری سخاوت، استقلال انتہائی ہونا چاہیئے۔ افراط و تفریط کرنے والے جو گروہ وہابی، رافضی، دیوبندی، مودودی، تبلیغی وغیرہ ہیں ان کو بے ادب و گستاخ سمجھ کر ان کی صحبت سے بچنا چاہیئے بے شرع فقیر کا بھی قائل نہ ہونا چاہیئے۔ مگر کسی پر اعتراض کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے البتہ بے شرع فقیر کی صحبت سے سلوک میں سراسر نقصان ہے۔ مسلمانوں کا پیر نائب رسول کہلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب تارک الصلوٰۃ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اپنے پیر سے رابطہ مضبوط رکھے۔ جس قدر زیادہ مضبوط پیر کی گرفت ہوگی اُسی قدر زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ اصل اصول اتباع و پیروی شیخ ہے۔ جب تک فنائیت کلی حاصل نہ ہو جائے اوقات و اوراد و اذکار جن کا سلسلہ عالیہ میں معمول ہے پابند رہنا چاہیئے۔ نماز تہجد کے بعد ذکر و مراقبہ۔ اس کے بعد اگر ہو سکے تو سورہ مزمل شریف ۴۱ مرتبہ معہ اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ جو درود شریف یاد ہو پڑھے۔ بعد نماز فجر آیت الکرسی۔ چہار قل

یازدہ اسمائے مبارک حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ - اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِجَمَالِكَ وَجَمَالِ حَبِیْبِكَ وَ نَبِیِّكَ وَشَفِیْعِكَ وَ رَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

۱- اِلٰھِیْ بِعِزَّتِ وَ حُرْمَتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الثَّقَلَیْنِ غَوْثُ الْاَعْظَمُ اَلْحَسَنِ الْحُسَیْنِ قُطْبِ رَبَّانِیْ غَوْثِ الصَّمَدَانِیْ مَحْبُوْبِ حَقَّانِیْ سَرْچَشْمَہ سُلْطَانِیْ حضرت سیدنا و مولانا و مرشدنا و ماوانا و ملجانا سید محی الدین عبد القادر جیلانی قطب الانس وَالجنّ و الملائکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

۲- الٰہی بعزت و حرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت سلطان محی الدین عبد القادر جیلانی شیخ الانس والجن و الملائکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ -

۳- الٰہی بحرمت و عزت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت فقیر محی الدین عبد القادر جیلانی

قطب البر والبحر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۴۔ الٰہی بحرمت و بعزت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت خواجہ محی الدین عبد القادر جیلانی قطب الجنوب والشمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۵۔ الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت مخدوم محی الدین عبد القادر الجیلانی قطب المشرق والمغرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۶۔ الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت بادشاہ محی الدین عبد القادر الجیلانی قطب الارض والسمٰوات رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۷۔ الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت غریب محی الدین عبد القادر الجیلانی قطب النجوم والشہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۸۔ الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی قطب العرش والکرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۹۔ الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت درویش محی الدین عبد القادر الجیلانی قطب اللوح والقلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۰۔ الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت ولی محی الدین عبدالقادر الجیلانی قطب الفوق والارض وتحت الثریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۱۔ الٰہی بعزت وحرمت قطب الاقطاب غوث الثقلین غوث الاعظم حضرت مولانا محی الدین عبدالقادر الجیلانی راکب الملائکۃ صاحب المعراج تابع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ھُمْ رَائیلُ یا لُونَائیلُ بحق یاطاطائیل بحق شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ یا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ یا مُحَمَّدُ۔ فاتح الابواب قلبی بحق یا بدوح یا بدوح یَا بِدُوح بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

تلاوت اسمائے مبارک کے حسنات وثمرات وفوائد بلشمار ہیں جو احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب پابندی سے چھ ماہ تک پڑھتے رہیں تو حضرت کے کرم سے امید ہے کہ انشاء اللہ وہ قاری مرتبہ ولایت پر فائز ہو جائیں گے۔

حزب البحر شریف کی زکوٰۃ کے طریقے

اوّل زکوٰۃ کبیر: اس میں تین روز برابر بدھ جمعرات جمعہ روزہ رکھے اور پرہیز کے ساتھ اعتکاف کرے اور ہر روز ۱۲۰ بار حزب البحر شریف پڑھے روزانہ ایک بار اعتصام حزب البحر سے پیشتر اور حزب البحر ختم ہو جائے تو اعتصام حزب البحر ایک بار پڑھے۔

زکوٰۃ وسیط: بارہ روز پڑھی جائے گی ہر روز ۳۰ بار مگر اعتصام اول و آخر حزب البحر ایک ایک بار پڑھی جائے گی۔ پیر کے دن سے شروع کرے جمعہ کو ختم ہوگا کل تعداد (۳۶۰) ہو جائے گی۔

زکوٰۃ صغیر: یہ ۲۴ روز میں ختم ہوگا۔ بدھ سے شروع کیا جائے۔ روزانہ اول و آخر حزب البحر ایک ایک بار اعتصام پڑھی جائے اور ۱۵ بار روزانہ حزب البحر شریف پڑھی جائے گی۔

یہ عام طریقے ہیں خواہ کوئی سی زکوٰۃ ادا کی جائے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد روزانہ حزب البحر شریف ایک بار یا تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ پڑھ لیا کریں۔

سبحان اللہ   الحمد للہ   اللہ اکبر
٣٣ مرتبہ   ٣٣ مرتبہ   ٣٤ مرتبہ

اللّٰھم اَجرنی من النّار آیت قطب شمالی
١٧ مرتبہ

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ تا بِذَاتِ الصُّدُوْر ١ بار مع درود شریف (سورہ آل عمران ج ٤ نصف ع

تلاوت قرآن شریف تلاوت شجرہ شریف، تلاوت دلائل الخیرات شریف بروایت سید علی حریری تلاوت حزب البحر شریف بروایت مولوی برہان صاحب فرنگی محلی لکھنوی بعد فراغت اوراد نماز حاجت پڑھ کر دنیا کے کاموں کو دیکھنا۔ دوپہر کو کھانا کھا کر کچھ دیر قیلولہ کرنا بعد نماز ظہر دنیا کے کاموں کو دیکھنا۔ بعد نماز عصر دُعائے سید الاستغفار ٣ مرتبہ اَلْمُحِیْطُ الرَّبُّ الشَّھِیْدُ الْحَسِیْبُ الْفَعَّالُ الْخَالِقُ الْبَارِیُ الْمُصَوِّرُ ١ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ١ مرتبہ چہل کاف ١ مرتبہ درود شریف کم از کم ١٠٠ بار۔ شام تک بعد عصر کے کھانا پینا نہ چاہیے بعد نماز مغرب آیت قطب جنوبی۔ محمد الرسول اللہ تا اَجْرًا عَظِیْمًا ١ مرتبہ سورہ فتح مع درود شریف ع ٤ / ١٢

اس میں بھی اول و آخر اعتصام ایک ایک بار ضرور پڑھ لیا جائے۔ اگر اتفاقیہ کسی روز ناغہ ہو جائے تو دوسرے روز دوپہر سے پیشتر ضرور پڑھ لیں ورنہ عمل سے خالی ہو جائیں گے۔ مناسب تو یہ ہے کہ ناغہ ہی نہ ہو۔ خواہ دن میں کسی وقت پڑھیں۔ عاملین کا معمول اکثر دو وقت میں پڑھنے کا رہا ہے۔ بعد نماز فجر یا بعد نماز عصر اسی واسطے اس کو حزب العصر بھی کہتے ہیں۔

زکوٰۃ کے بعد دُعا پڑھنے وقت اشارات۔ زلزلوا زلزالاً شدیداً پھر کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف بلند کریں اور اپنا مطلب دل میں سوچیں۔

کھیٰعص کے ہر حرف پر دونوں ہاتھ کی انگلیاں بند کریں۔ ایک ایک کر کے (کاف) پر دونوں ہاتھوں خنصر بند کریں (ھا) پر دونوں کی بنصر بند کریں (ی) پر وسطیٰ دونوں بند کریں۔ (ع) پر سبابہ دونوں بند کریں (ص) پر ابہامہ دونوں بند کریں۔ پھر ایک بار پڑھیں تو چھنگلیاں سے کھولنا شروع کریں۔ اسی طرح پھر بند کرنا شروع کریں ہر حرف پر اول کے موافق اور ہر آیت پر ایک ایک انگلی کھولا کرے۔

اور انصرنا خیر الناصرین پر دونوں چھنگلیاں وافتح لنا۔ پھر دونوں پاس والی انگلیاں واغفر لنا پر دونوں بیچ کی انگلیاں وارحمنا پر دونوں کلمہ کی انگلیاں

والرزقنا پر دونوں انگوٹھے کھولیں۔ واطمس علی وجوہ
اعدائنا پر داہنا ہاتھ زمین پر غلبہ سے ماریں اور یہ تین بار
کہیں اور ہر بار ہاتھ مارتے رہیں اس خیال سے کہ دشمن مغلوب
ہوں گے تین بار ہاتھ مارے واسمعنہم علی مکانتھم
ھلہ۔ شاھۃ الوجوہ تین بار کہے اور انگوٹھا کھول کر
چار انگلیاں بند کرے اور اپنا داہنا ہاتھ عنتہ الوجوہ
پر بایاں ہاتھ چار انگلیاں بند کرکے اور انگوٹھا کھول کر
زمین پر ماریں اور دشمن کو مغلوب جانیں۔
سات جگہ حٰم ہے۔ پہلی پر داہنی طرف دوسری پر
بائیں طرف تیسری پر آگے چوتھی پر۔ پیچھے پانچویں پر نیچے
چھٹی پر اوپر دیکھے ساتویں پر دونوں ہاتھ سر سے لے کر
پاؤں تک تمام جسم پر پھیریں۔ پھر جب دوسری کٓھٰیٰعٓصٓ
پر پہنچو تو اسی طرح انگلیاں دونوں ہاتھ کی بند کرے اور
کفایتنا کہے۔ اور حٰم عسق پر ایک ایک انگلی
ہر حرف پر کھولے اور حمایتنا کہے۔ اس کے بعد جملہ
آیتوں سے ہر ایک مرتبہ تین تین بار پڑھ کر ختم کرے۔
ادائیگی قرضہ کے لیے تین روز تک پندرہ پندرہ بار پڑھے جب
انصرنا پر پہنچے اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِىْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ
وَ اَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَبِطَاعَتِكَ عَنْ

مَعْصِيَتِكَ بِكَرَمِ حَقٍّ ۔ تو اس دُعا کو ستّر بار پڑھ کر آگے بڑھے ۔ اسی طرح برابر تین دن تک پڑھے ۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کا قرض ادا کر دے گا ۔

حصولِ غنا

یعنی

مال دار ہونے کے لیے یہ ترکیب ہے کہ

تین روز تک برابر پندرہ پندرہ بار پڑھے ۔ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ پر پہنچے تو ستّر ستّر بار یَا غَنِیُّ اَغْنِنِیْ یَا رَزَّاقُ اُرْزُقْنِیْ رِزْقًا وَّاسِعًا مُتَوَاسِعًا بِغَيْرِ حِسَابٍ پڑھے اور ہر روز سات فقیروں کو روٹی پر مٹھائی یا گُڑ رکھ کر دے دیا کرے ۔

برائے غلبہ کمالِ معرفت

تین روز تک نوے نوے بار پڑھے جب مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ پر پہنچے تو پوری آیت پڑھ کر

ستر بار آیت کریمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہر دفعہ پڑھے اعتصام حزب البحر شریف اوّل و آخر ایک ایک بار پڑھے۔ اللہ کریم ہے۔

ہر رنگ میں راضی برضا ہو تو مزا دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ
ہے سنت ارباب وفا صبر و توکل
چھوٹے نہ کبھی ہاتھ سے دامان رضا دیکھ

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ

فقیر محمد اوّل قادری رضوی چشتی
جہانگیری نقشبندی سہروردی

ایمان افروز کتب

نذرِ حبیب: نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور منقبت اصحاب و اولیائے کبار اور صلوات وسلام کا بہترین مجموعہ ہدیہ ۹/ روپیہ

فیضانِ نبوت: صوفی حضرات اور سالکین طریقت و معرفت کیلئے تصوف کے اصول مختصر اور جامع آسان اُردو میں جمع کئے ہیں جس کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکے اور مستفیض ہو سکے۔ ہدیہ ۳/ روپیہ

بہ حسن خیر البشر: شمائل نبوی علیہ التحیۃ والثناء آپ کے قبل ولادت اور ولادت و قبل نبوت و اعلانِ نبوت سے لے کر تا وصال و بعد وصال کے متعلق تمام واقعات اجمال سے احادیث کے حوالوں سے جمع کئے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ اس کی مناسبت سے سلام اور قصیدۂ نور کے اشعار بھی تحریر ہیں۔ جو عشاق اور واعظین کیلئے خزینہ بے بہا ہیں۔ ہدیہ ۱۵/ روپیہ

قسط نظمیہ: یہ کتاب زیر طبع ہے۔ تاریخ گو حضرات اور شعراء کیلئے ایک نادر تحفہ ہوگا۔ تاریخی نام نکالنے والی اوّل کتاب ہے ۱۴۰۰ھ

اسمیں یہ خوبی ہے کہ تمام الفاظ کو حروف تہجی کے حساب سے لغات کی طرح جمع کیا گیا ہے۔ اپنی افادیت میں لاجواب کتاب ہے۔ مصنف نے ۱۹۵ بڑی عرق ریزی و محنت سے اسکو جمع کیا ہے۔ ہم عنقریب منظر عام پر لانے والے ہیں۔

۲۵/ روپے پیشگی جمع کرنے والوں کیلئے خصوصی رعایت اور ڈاک خرچ سے مستثنیٰ قرار دیا جائیگا۔

رضوی کتب خانہ۔ اُردو بازار۔ لاہور